ہفت روزہ

ترجمان اسلام

لاہور

نگرانِ اعلیٰ
مفتی محمود

مولانا مفتی محمود مدظلہ فرماتے ہیں

دینی مدارس کے تحفظ کیلئے اتحاد ہو سکتا ہے تو
اسلامی نظام کے نفاذ کیلئے کیوں نہیں ہو سکتا؟

۲۹ جون تا ۶ جولائی ۱۹۷۹ء ❖ شمارہ نمبر ۲۶ ❖ قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

نعت

وہ سرورِ کونین وہ شاہنشہِ لولاک / وہ صورتِ اطہر کہ فرشتوں سے سوا پاک

مزمّل و مدثّر و یٰسین وہ طٰہٰ / گہ رونقِ اقصیٰ ہے کبھی زینتِ افلاک

وہ مخزنِ افکار وہی معدنِ اسرار / وہ مصدرِ عرفان وہی منبعِ ادراک

توقیرِ مسلماں ہے فقط عشقِ نبیؐ سے / یاں علم بھی عیّار رہے اور عقل بھی چالاک

اعجاز ہے یہ الفتِ سلطانِؐ زمن کا / یہ آنکھ پشیمانیِ عصیاں سے ہے نمناک

وہ دل کہ ہے سودائیِ تقلیدِ محمدؐ / میدان میں محشر کے رہے گا وہی بیباک

دامانِ خرد حرف وحکایات سے پُر ہے / سامانِ جنوں کیا ہے بجز دامنِ صد چاک

رشک آورِ فردوس ہیں طیبہ کے دروبام / مثلِ مہ وخورشید مدینے کی کفِ خاک

لکھا ہے غلامانِ محمدؐ میں ترا نام
عقبیٰ کے تصوّر سے علیم اب نہ ہو غمناک

ہدیۂ نعت

گوہر ملسیانی

دیواروں سے در سے ہردم رحمت برسے رحمت برسے / جود وسخا کے مسکن سے واں شفقت برسے شفقت برسے

میخواروں کی بھیڑ لگی ہے، میخانے میں ساقیِ کوثر / عشق ومحبّت کے ساغر سے الفت برسے الفت برسے

دنیا کی تاریک فضائیں، نورِ ہدیٰ سے روشن روشن / بطحا کے ذرّوں سے ہر سُو، عظمت برسے عظمت برسے

روضۂ اطہر، تسکینِ جاں، توقیر و تعظیم کا مخزن / خوار وزبوں انسانیت پر عزّت برسے عزت برسے

اعلائے کلمۃ الحق میں، لاکھ حوادث آ کر ٹکرائیں / نقشِ قدم پر چل کر دیکھو جرأت برسے جرأت برسے

حاملِ قرآن و فرقان سے معدنِ ایمان وبرہان سے / فہم وفراست، قول ویقین پر حکمت برسے حکمت برسے

ہفت روزہ
ترجمان اسلام
لاہور

جلد نمبر ۲۲ شمارہ نمبر ۲۶

جمعۃ المبارک ۴ شعبان تا ۱۰ شعبان ۱۳۹۹ھ

سرپرست
مولانا عبید اللہ انور
مدیر
اکرام القادری
مدیر معاون
عمیر الہاشمی

بدل اشتراک
سالانہ
۶۵ ــــ روپے
ششماہی
۳۳ ــــ روپے
سہ ماہی ــــ ۱۷/۰۰ روپے

فی پرچہ
ایک روپیہ پچاس پیسے

یکے از مطبوعات
جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

عوام کی مایوسیوں میں اضافہ ہوا ہے

۱۲ ربیع الاول کے مبارک موقعہ پر اسلامی حدود و تعزیرات کے نفاذ کے اعلان سے لادینی اور ملحدانہ قوتوں پر ایک عجیب قسم کی سراسیمگی طاری ہوگئی تھی اور اسلام دوست قوتیں خوش تھیں کہ ۳۲ سال کے طویل عرصہ کے بعد پاکستان نے اپنی حقیقی منزل کی طرف قدم بڑھایا ہے ایک عام مسلمان شہری بجا طور پر یہ محسوس کر رہا تھا کہ بہت جلد پوری قوم اسلامی نظام کے مکمل نفاذ سے بہرہ ور ہوگی قوم کے دکھ درد اور پریشانیاں مبدل بہ راحت و آرام ہوجائیں گی اور اس طرح یہ قوم اسلامی نظام عدل کی رہنمائی میں ترقی اور خوشحالی کی راہ پر گامزن ہوگی۔

قوم یہ بھی باور کیے ہوئے تھی کہ تحریک پاکستان اور تحریک نظام مصطفٰےؐ کے دوران دی گئی فقید المثال قربانیاں ٹھکانے لگ گئی ہیں اور اگر اس راہ پر عزم و حوصلہ کے ساتھ چلا گیا جیسا کہ صدر مملکت نے اپنے بیانات و تقاریر میں اسلامیان پاکستان کو یقین دہانی کرائی تھی تو ان زخموں کے اندمال کا مداوا ہو جائے گا جو ان دو بڑی تحریکوں کے دوران قوم نے برداشت کئے ہیں اور ان شہیدوں کی روحیں اپنے اللہ کے حضور مسرت سے جھوم اٹھیں گی جنہوں نے ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے اپنی قیمتی جانوں کے نذرانے پیش کئے ہیں۔

مگر ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ تادم تحریر یہ امید اور تمنائیں تشنۂ تکمیل ہی ہیں اور مایوسی و گھٹن کی فضا میں بتدریج اضافہ ہو رہا ہے حدود کا رسمی طور پر اعلان تو کر دیا گیا لیکن ان کے عملی تقاضوں کو پورا نہیں کیا گیا جا رہا زنا، چوری، ڈاکہ زنی، شراب نوشی اور رشوت خوری کے مرتکبین کو ابھی تک اسلامی حدود کے مطابق سزائیں نہیں دی گئیں ایک دو جگہ پر چور کا ہاتھ کاٹنے کی سزا کا حکم بھی سنایا گیا مگر بعد

ہیں اس پر بھی عمل درآمد روک دیا گیا۔ دن دہاڑے قتل کی وارداتیں ہو رہی ہیں۔ قاتلوں کو سزائیں حدود کے مطابق نہیں دی جا رہی بلکہ بعض مقامات پر تو قاتلوں کا پتہ تک لگانے میں پولیس قاصر رہتی ہے، رشوت کے ریٹ پہلے سے کئی گنا بڑھ گئے ہیں۔ اب تک کسی ایک رشوت خور کو سزا نہیں دی گئی۔

اس وقت ملک میں تین قسم کی عدالتیں کام کر رہی ہیں۔ عام عدالتیں، مارشل لاء عدالتیں، اور شرعی عدالتیں، ان سہ رنگی عدالتوں کے جو نتائج برآمد ہو رہے ہیں وہ سب کے سامنے ہیں۔ موجودہ صورت میں ملک کا نظام کیسے درست ہو سکتا ہے اور اصلاح احوال کی کیا صورت پیدا ہو سکتی ہے، اس کا منطقی نتیجہ یہی برآمد ہو گا کہ لوگ اسلامی قانون ہی سے سرے سے بیزار ہو جائیں اور ملحد و بیدین طبقہ جو آج بھی اپنی زیر زمین سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہے۔ ایک مرتبہ پھر پوری قوت سے سرگرم عمل ہو جائے

اب صورت حال یہ ہے کہ موجودہ حکومت پر اسلام دوست طبقہ نے جس طریقہ سے اعتماد کیا تھا اور جس حسن ظن سے کام لیتے ہوئے اپنے ہمہ قسم کے تعاون کا عملی مظاہرہ کیا تھا، اس کو ٹھیس پہنچ رہی ہے، حکومت کے بارے میں اب وہ پہلے والا حسن ظن اور اعتماد اسلام دوست طبقہ میں نہیں پایا جاتا اور اگر اغماض و چشم پوشی کا یہ سلسلہ یونہی برقرار رہا تو ممکن ہے کہ اعتماد و یقین کی بجائے بے یقینی اور عدم اعتماد کی فضا مکمل طور پر پیدا ہو جائے۔

اگر ایسا ہوا تو اس کی تمام تر ذمہ داری حکومت پر ہو گی، اس اعتماد و یقین کی فضا کو بحال رکھنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ حکومت سب سے پہلے ان حدود پر عمل کرائے جو ۱۲ ربیع الاول کو نافذ کی گئی ہیں۔ زانی کو سنگسار کیا جائے چور کا ہاتھ کاٹا جائے، شرابی کو درّے لگائے جائیں اور رشوت خوروں کو اسلامی حدود کے مطابق سنگین سزائیں دی جائیں۔

اس کے ساتھ ہی دیگر اسلامی قوانین کا بھی اعلان کیا جائے اور اس میں مزید تاخیر روا نہ رکھی جائے، شریعت بینچوں میں علماء کو نمائندگی دی جائے اور تین قسم کا موجودہ عدالتی نظام ختم کیا جائے۔ زکوٰۃ اور عشر کے سلسلے میں علماء اور عوام میں جو بے چینی پائی جاتی ہے اسے دور کیا جائے، حکومت نے ابھی تک اس بارے میں کوئی واضح اعلان نہیں کیا، کچھ معلوم نہیں کن ہاتھوں کے ذریعہ زکوٰۃ اور عشر اکٹھا کیا جائے گا، اس کی تحصیل کا کیا طریقہ کار ہو گا اس کے مصارف کیا ہوں گے۔ یہ ساری باتیں حکومت کے کرنے کی تھیں جو اب تک ہو جانی چاہیے تھیں، مگر ابھی تک یہ معاملہ ابہام اور تشکیک کے دائرے سے نہیں نکلا۔

اس کے علاوہ تاجر اور کاروباری طبقہ بھی عدم اطمینان کا شکار ہے حکومت نے ایسا کوئی اعلان نہیں کیا، جس سے یہ طبقہ مطمئن ہو۔ تاجر اور کاروباری حضرات کو یہ دھڑکا لگا ہوا ہے کہ اگر ہمارے سے زکوٰۃ کے ساتھ ٹیکس بھی وصول کیا گیا تو کیا ہو گا، حکومت کو چاہیے کہ وہ اس طبقہ کو مطمئن کرے تاکہ موجودہ تذبذب کی ختم ہو۔

پچھلے چند ماہ میں مہنگائی میں جس قدر اضافہ ہوا ہے وہ بھی حکومت سے پوشیدہ نہیں اگر یہ صورت برقرار رہی اور اس کا کوئی موثر تدارک نہ کیا گیا تو اس کے انتہائی بھیانک اثرات مرتب ہوں گے۔ قوت خرید مکمل طور پر جواب دے چکی ہے اور لوگ ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی جی رہے ہیں، جی کیا رہے ہیں، جینے کی نقل اتار رہے ہیں۔ اس کمر توڑ گرانی کا فوری سدباب کیا جانا چاہیے۔

آنے والے بجٹ سے بھی لوگ خوفزدہ ہیں کہ خدا خیر کرے، اگر بجٹ عوام کی توقعات پر پورا نہ اترا اور مزید ٹیکس لگا دیے گئے تو چند ذخیرہ اندوزوں کی تو چاندی ہو جائے مگر عوام کے لیے یہ ٹیکس ناقابل برداشت ہوں گے۔ سرکاری ترجمان کی طرف سے ریلوے کے کرائے میں اضافے کا جو مژدہ عوام کو سنایا گیا ہے، اسے بھی عوام در این حالات اور آفت ناگہانی اور بلائے آسمانی تصور کر رہے ہیں۔ ریلوے کے کرائے میں اضافے کے تاثرات دوسری چیزوں پر پڑیں گے

ہم جنرل صاحب سے اور ان کی موجودہ ٹیم سے گزارش کریں گے کہ وہ ٹھنڈے دل سے سوچیں اور موجودہ الجھے ہوئے اور انگنت مسائل کا پائیدار حل تلاش کریں، ٹال مٹول وقت کٹی اور اغماض سے مسائل نہ کبھی حل ہوئے ہیں اور نہ آئندہ ہوں گے۔

قومی اتحاد کے وزراء جب تک کابینہ میں موجود رہے، عوامی ہونے کے ناطے سے ملک کے طول و عرض میں عوام سے رابطہ قائم کرتے رہے اس دوڑ دھوپ اور تگ و دو میں عوام کی طرف سے جس کرب بے چینی اور شکایات کا اظہار کیا جاتا رہا۔ اگر عوام کی منشاء کے مطابق ان کا مداوا نہیں ہو سکا تو صدر مملکت تک تو وہ عوام کے احساسات پندرہ دن کے بعد پہنچ جاتے تھے۔

اب وہ صورت بھی باقی نہ رہی اور موجودہ وزراء نے ایک لمحہ کے لیے بھی

بقیہ صفحہ ۱۶ پر

محمد ادریس ہوشیارپوری

○ آئین کا تقاضا - قومی انتخابات ○ مسلح افواج کا عہد
○ قوم کا مطالبہ، پہلے عام انتخابات ○ عام انتخابات کا انعقاد
○ سیاسی رہنمائی کا مشورہ ○ جلد از جلد عام انتخابات
○ پھر بلدیاتی انتخابات کے بارے میں گول میز کانفرنس کا کیا جواز ہے؟

ایک عرصہ سے ملک میں بلدیاتی انتخابات اور عام انتخابات کے بارے میں موضوع بحث کھلا ہوا ہے۔ اس بارے میں سیاست دانوں کی متفقہ رائے (ماسوائے چند حاشیہ بردار زعماء سیاست کے) یہ ہے کہ عام انتخابات، جس کے ذریعے اقتدار انتقال عوام کے نمائندگان کو ہو سکے، بلدیاتی انتخابات سے قبل ہونے چاہیئے اس سلسلے میں وہ کسی شرائط پر بھی اعتماد کرنے کو تیار نہیں۔ کسی یقین دہانی یا پیشگی شرائط پر عوام کے اعتماد کی وجہ حکام بالا سے کوئی محاذ آرائی کا پروگرام یا منصوبہ نہیں ہے بلکہ اس کی وجہ ایک اصول اور باضابطہ طے شدہ پروگرام کو نہ بدلنے کے لئے سابقہ پروگرام کی یاددہانی ہے۔

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ موجودہ حکومت جو خود کو ایک عبوری دور کے لئے قرار دیتی ہے اور اس کی مدّتِ عبور" دو سال سے زیادہ عرصہ پر محیط ہو چکی ہے۔ اس لئے اقتدار پر قابض ہوئی تھی کہ ملک کو سیاسی بحران سے نکالا جائے گا اور ملک سیاسی بحران سے عام انتخابات کے ذریعہ ہی نکل سکتا ہے۔ اس لئے اس نے اپنا مقصد اولین انتخابات کو قرار دیا تھا۔ تو اقتدار کے امین لوگوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس عہد کے خود کو پابند رکھیں۔

احتساب کے جو نتائج قوم کو مطلوب تھے وہ ہرگز پورے نہیں ہو سکے۔ یہاں انسانی شکلوں میں ہزاروں خونخوار بھیڑیے اسی طرح دندناتے پھرتے ہیں۔ اور یہی شکایت قوم کو سابقہ حکومت سے تھی۔ اگر ایسے خونخوار درندے یونہی دندناتے رہیں اور ان پر کوئی قدغن نہ ہو۔ تو دوسرے لفظوں میں اسی کا مطلب یہ ہے کہ موجودہ حکومت نئے بھٹو سے قوم کو نجات دلائی مگر بھٹو ازم کو مضبوط اور مستحکم کیا ——— بہر حال احتساب بے معنی اور مذاق بن کر رہ گیا۔ موجودہ احتساب کیلئے عبوری حکومت نے جو اپنے اقتدار کو طول دیا ہے اس کے کوئی معنی سمجھ میں نہیں آتے۔ دیکھنا تو یہ ہے کہ اس سے ملک اور قوم کو کیا فائدہ پہنچا ہے عوام کے کتنے مسائل حل ہوئے؟ مہنگائی، غربت و افلاس کس قدر دور ہوتی۔ افسر شاہی کے رویے میں کیا تبدیلی آئی؟

یہ بھٹو دور کے سارے نشانات جوں کے توں باقی ہیں۔ اس سے زیادہ قوم سے کوئی مذاق نہیں ہو سکتا۔

انتہائی سنگینی کی بات یہ ہے کہ بھٹو حکومت کے بنائے ہوئے ضوابط و قواعد بہت ہی برے ہیں۔ مگر اس کا تحفظ ایسی حکومت کی جانب سے ہوا جو بقول اس کے اسلام کی داغ بیل ڈالنے کا عزم صمیم رکھتی ہے ——— مگر افسوس اس کا تجزیہ بھی حکومت اور اربابِ حکومت کے لئے کوئی مفید نتائج کا حامل نہیں ہے۔

بہر حال انتخابات کا التواء نہ تو احتساب کے لئے مفید ثابت ہوا نہ ہی اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے کوئی موثر رول ادا کر سکا۔

اس قسم کے احتساب اور اس قسم کے اسلامی نظام کے نفاذ جس کے زیر سایہ نہ صرف جرائم میں تشویشناک حد تک اضافہ ہو بلکہ رشوت خوری، زنا، سرقہ اور دیگر جرائم پروان چڑھتے ہوں۔ ایسے اسلامی نظام کے قیام کیلئے کوئی بھی عقل و شعور کا حامل انسان نہیں کہہ سکتا کہ ۱۸ اکتوبر ۷۷ء کے انتخابات کا التواء جائز تھا۔ چہ جائیکہ اس کی تائید پوری قوم سے کرائی جائے۔ کیا یہ سمجھا جائز نہیں ہوگا کہ موجودہ احتساب کا احتساب بھی ضروری ہو گیا ہے۔

بہر حال موجودہ حکومت کی جو ابتدائی ذمہ داری ہے وہ صرف اور صرف قومی اسمبلی کے انتخابات کیلئے۔ حکومت کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی بھرپور توجہ اسی طرف رکھے ——— اور اگر بنظر عمیق دیکھا جائے تو اسلامی نظام کا نفاذ بھی موجودہ حکومت کی ذمہ داری نہیں تھا ذمہ داری تو عوام نے اس حکومت پر نہیں ڈالی۔ اور نہ ہی جہاد کے ذریعے حکومت برسر اقتدار آئی تو ایک ایسی حکومت کے ذریعے اسلامی نظام کا نفاذ جس کو عوام کی تائید و حمایت حاصل نہ ہو سیاسیات کے ادنیٰ طالب علم کے نزدیک بھی جائز نہیں ہو سکتا تاہم موجودہ حکومت کے اُن کارہائے نمایاں" یا اسلامی نظام کے نفاذ کے سلسلہ میں کی جانے والی سعی و کاوش کو قبول کیا گیا۔ صرف اس لئے کہ اسلامی نظام کا نفاذ پوری قوم میں کوئی متنازعہ مسئلہ نہیں تھا بلکہ ماضی میں تنازعہ، اختلاف اور تحریکیں جو سامنے آئیں ان میں پوری قوم کا مطالبہ اسلامی نظام کے نفاذ کا ہی مضمر تھا۔ اس لئے اگر موجودہ حکومت اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے کوشاں رہی ہے تو یہ ٹھیک ہے کہ اسے قانون بنانے کی حد تک کچھ کرنے کی سعادت حاصل ہوئی مگر یہ قابل قبول

اسی لئے تھا کہ پوری قوم کا اجتماعی اور دیرینہ بلکہ ملک کے معرض وجود میں آنے سے قبل کا نعرہ تھا۔ اور یہ بات کہنے میں کوئی باک محسوس نہیں ہوتا کہ اگر اسلامی نظام کے قانون کا نفاذ براہ راست اسمبلی کی منظوری سے ہوتا تو جو اس کو سیاسی تائید و قوت حاصل ہوتی وہ مارشل لاء دور میں حاصل ہونا ممکن نہیں ہے۔

اور اس کے برعکس بلدیاتی انتخابات نہ قوم کا مطالبہ ہے نہ سیاسی راہنماؤں کی اپیل ہے نہ خود حکومت کا وعدہ تھا کہ ہم نے اقتدار اس لئے سنبھالا ہے کہ ہم بلدیاتی انتخابات کرائیں گے، یہ ذمہ داری کسی غیر منتخب حکومت کی نہیں ہو سکتی۔ موجودہ حکومت کے لئے جو کام سب سے زیادہ ضروری ہے وہ یہی ہے کہ جلد از جلد عام انتخابات کرانے کے بعد سرحدوں کا تحفظ کرے۔ ہمسایہ ممالک کے اثرات سے حکومت خود کو کیسے محفوظ تصور کرتی ہے؟ اور کس طرح اسے اطمینان و سکون حاصل ہے؟ اور ان کی تقسیم شدہ ذمہ داری یا ڈبل ذمہ داریاں ملک کے لئے نیک شگون نہیں ہو سکتیں۔

اس لئے یہ کہنا درست ہوگا کہ چونکہ اسلامی نظام کی طرح قوم کا کوئی مجموعی مطالبہ جنرل صاحب سے بلدیاتی انتخابات کا نہیں ہے تو جنرل صاحب یا ان کے ہم رکاب ارباب حکومت کیوں کر بلدیاتی انتخابات ابتداً کرانے پر مصر ہیں اور ان کا اصرار و تکرار نہ صرف بے معنی ہے بلکہ ملک و قوم کے بارے میں شکوک و شبہات کا بھی حامل ہے۔ اور اجتماعی مطالبہ کو مسترد کرتے ہوئے چند اشخاص کی رائے کو عوام پر مسلط کرنا ہے۔ خواہ وہ چند اشخاص حکومت میں شامل ارباب بسط و کشاد ہوں یا سیاسی جماعتوں کے سربرآوردہ راہنما ہوں۔

جہاں تک موجودہ حکومت کے اس ارشاد کا تعلق ہے کہ بلدیاتی انتخابات غیر جماعتی بنیادوں پر ہوں گے تو نظر بظاہر سیاسی جماعتیں ان سے غیر متعلق رہیں۔ یہ ممکن نہیں ہوگا۔ ملک کے ایسے ادارے جنہوں نے آگے چل کر عوام کے مسائل سے براہ راست دلچسپی لینی ہو ایسے اداروں سے سیاسی جماعتوں کو جدا نہیں کیا جا سکتا۔ سیاسی جماعتوں کو عوام سے اور عوام کو سیاسی جماعتوں سے دور نہیں رکھا جا سکتا اور یہ کوشش نہ ملک و قوم کے مفاد میں ہوگی اور نہ ہی اس کوشش کو کامیاب کرنے والے اپنے حق میں کوئی بہتر نتائج پیدا کر سکیں گے۔

پاکستان قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود صاحب نے اپنے حالیہ غیر ملکی دورے کے بعد صدر پاکستان سے ملاقات کی اور یہ بتایا ہے کہ حکومت جولائی میں گول میز کانفرنس کے بارے میں ارادہ رکھتی ہے مگر معلوم نہیں حکومت کو اس بات کی ضرورت کیوں کر محسوس ہوئی۔ حالانکہ بشمول قومی اتحاد تمام ہی سیاسی راہنما برملا اسی رائے کا اظہار کر چکے ہیں کہ بلدیاتی انتخابات منتخب حکومت کی ذمہ داری ہے اور اسے آنے والی حکومت کے لئے چھوڑ دیا جائے۔

یہاں بھی قدرتی طور پر یہ سوال ذہن میں آتا ہے کہ جب حکومت غیر جماعتی اور غیر سیاسی بنیادوں پر بلدیاتی انتخابات کرانا یا ٹھونسنا چاہتی ہے تو پھر سیاسی جماعتوں کے ذمہ دار شخصیات پر مشتمل گول میز کانفرنس کے انعقاد کی ضرورت کیوں کر محسوس کی جا رہی ہے؟ نیز اگر کسی سیاسی جماعت کے نظریے ~~اور~~ کے بارے میں حکومت کو معلوم نہ ہو تو بھی وہ اس کانفرنس کو طلب کرے۔ بہر حال یہ حکومت خود وضاحت کر سکتی ہے کہ اسے اس کی ضرورت کیوں کر پیش آئی — بصورت دیگر اسے اپنے اس دعویٰ میں صداقت کے ثبوت کے لئے کہ غیر سیاسی بنیادوں پر بلدیاتی انتخابات کرائے جائیں گے — اس میں حقیقت کہاں تک ہے؟ قوم کے سامنے واضح کرنا ہوگا۔

موجودہ حکومت کے دور میں جو سیاسی جماعتوں کا حشر ہو رہا ہے وہ بھی ایک عجب معمہ ہے۔ اس بات کی تصدیق واقعات کی زبانی اور مشاہدہ کی آنکھ سے ہو رہی ہے کہ جو کام بھٹو حکومت نہ کر سکی اور خود بھٹو (مصلوب) ہزار کوشش کے باوجود نہ کر پایا۔ وہ اس حکومت کے دور میں چٹکیوں میں ہو چکا — ہم اس میں براہ راست حکومت کے کسی فرد کے بارے میں اعلیٰ سے ادنیٰ تک یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس معاملہ میں اس کا خفیہ ہاتھ کام کرتا رہا اس بات کی تردید و تائید آنے والے مؤرخ کا حسن محفوظ ہے وہ اس معاملہ کی گتھی سلجھائے گا — بھٹو نے چاہا کہ قومی اتحاد کو پاش پاش کر دیا جائے انتشار کا بیج بویا جائے مگر وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ جب کہ اب سب کچھ ہو چکا ہے۔ بھٹو نے بڑے داؤ پیچ لڑائے کہ ولی خان اور مفتی محمود صاحب کی جماعتیں اکٹھے نہ چل سکیں اور انکی قوت کا شیرازہ منتشر کر کے طاقت تقسیم کر دی جائے اور اس طرح دو صوبوں پر ان کا کنٹرول ختم ہو جائے مگر وہ ایسے کرنے میں طاقت کے استعمال بلکہ بلوچستان میں تو فوجی آپریشن کے باوجود کامیاب نہ ہو سکا لیکن موجودہ وقت میں بغیر کسی آپریشن کے یہ سب کچھ ہو چکا ہے اور بھٹو کے سامنے "مرد آہن" ثابت ہونے والے سجدہ سہو کر چکے ہیں اور خدا معلوم انہیں اس کا احساس بھی ہے کہ نہیں؟ کہ

ع یہ ناداں گر گئے سجدے میں جب وقت قیام آیا

بہر حال موجودہ حکومت کے دور میں یہ سیاسی شیرازہ بندی کا انتشار و افتراق مستقبل کے مہیب خطرات سے آگاہ کر رہا ہے اس بکھرے ہوئے شیرازے کو پھر یکجا کرنا ہوگا

اس سیاسی جماعتوں کے انتشار کے بعد بلدیاتی انتخابات جو عام انتخابات سے قبل ہوں گے۔ اس میں قوم میں بھی مزید انتشار ہوگا۔ سیاسی بحران حل نہیں ہوا، اور یہ دوسرا بحران مزید گلے پڑ جائے گا۔

اور سیاسی جماعتوں سے قطع نظر کر کے جب بلدیاتی انتخابات ہوں گے، تو اس کے منفی اثرات لازماً عام انتخابات پر پڑیں گے۔ جو ووٹر متفقہ طور پر کسی بھی ایک جماعت یا لیڈر کے ساتھ ہیں۔ وہ بلدیاتی انتخابات میں اقتدار کی جنگ میں شریک ہو کر ان کے ساتھ نہیں رہ سکیں گے۔ جس کا واضح مقصد سیاسی جماعتوں کو نقصان پہنچانے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوگا — تو بلدیاتی انتخابات کو فوقیت دینے ہے

محسنِ انسانیتؐ

جس نے کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا

امام المتقین، سید المرسلین، خاتم النبیینؐ و قائد المعظم، سید ولد آدمؑ حضرت سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن کے نام نامی و اسم گرامی سے حقیقی اور سچے عشاقؐ کو ایسا لطف آتا ہے۔ کہ ان کو اس فانی دنیا کی کسی محبوب ترین چیز سے وہ سرور حاصل نہیں ہو سکتا۔ آپ نے رب جلالہٗ ولا شریک لہٗ سے روشناس اور تعلق پیدا کرنے کے لئے اس وقت اسلام کی دعوت دی جبکہ پوری کرۂ ارض پر اللہ رب العالمین کے نام سے تو واقفیت تھی۔ مگر خداوند قدوس کے اوصاف حمیدہ، خداوندِ کائنات کے اسلامی تصور، اور خدا کی وحدانیت اسلامی احکامات، بعثتِ انسانی کا حقیقی اور واحد سبب سے پوری کائنات بے خبر تھی۔ نفع رساں معبودان علیحدہ تھے۔ اور وسعتِ رزق وغیرہ کے علیحدہ۔ غرضیکہ ہر قبیلے اور ہر محلے کے علیحدہ علیحدہ الہ متعین تھے۔ عقائد کی خرابیوں کے ساتھ ساتھ معاملات، معاشی اور معاشرتی خرابیوں کو بھی عروج حاصل تھا۔ پورا معاشرہ داغ داغ تھا۔ ہر جزیرہ کا بادشاہ اپنے آپ کو خدا اور الٰہ کہلواتا تھا۔ ایسے بگڑے ہوئے دور میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے گھر میں جنم لیا جس گھر کا مالک یعنی حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد ماجد کئی مہینے پہلے اللہ کو پیارے ہو چکے تھے۔ دنیاوی لحاظ سے بھی کوئی بڑائی اور سرداری نہیں تھی۔ مگر پیدا ہوتے ہی ظاہر ہو گیا کہ حضرت کا مقام کیا ہوگا؟

پھر آپؐ کی ابتدائی چالیس سالہ زندگی جو قبل از نبوت آپؐ نے اکثر غاروں میں بسر کی یہ شباب کا دور تھا۔ مگر اس دور کی صداقت کے لئے بقول قرآن کریم دشمنوں کو چیلنج دیا جا رہا ہے

فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون (پ ۱۱)

یعنی میں رہ چکا ہوں تم میں ایک عمر پہلے۔ کیا پھر تم نہیں سوچتے؟

یعنی میری عمر کے چالیس سال تمہاری آنکھوں کے سامنے ہیں۔ اس قدر طویل مدت میں تم کو میرے حالات کے متعلق ہر قسم کا تجربہ ہو چکا ہوگا۔ میرا صدق و امانت و دیانت اور اخلاق حسنہ تم میں ضرب المثل ہیں۔ میرا اُمّی ہونا اور کسی ظاہری معلم کے سامنے زانوئے تلمذ نہ کرنا ایک معروف و مسلم واقعہ ہے۔ پھر چالیس برس تک جس نے نہ تو کوئی قصیدہ لکھا ہو نہ مشاعروں میں شریک ہوا ہو نہ کبھی کتاب لکھی ہو نہ قلم ہاتھ میں لیا ہو نہ کسی درگاہ میں بیٹھا ہو۔ دفعتاً ایسا کلام اس کے منہ سے ظاہر ہو۔ جو اپنی فصاحت و بلاغت، شوکت و جزالت و جدتِ اسلوب اور سلاست و روانی سے جن و انس کو عاجز کر دے۔ اس کے علوم و حقائق کے سامنے تمام دنیا کے عارف و دانا پڑھ جائیں۔ ایسا مکمل اور عالمگیر قانون ہدایت نوعِ انسان کے ہاتھوں میں پہنچائے۔ جس کے آگے پیچھے سب قانون ردی ہو جائیں۔ بڑی بڑی قوموں اور ملکوں کے مردہ قالب میں روح تازہ پھونک کر ابدی حیات اور نئی زندگی کا سامان بہم پہنچائے یہ بات کس کی سمجھ میں آسکتی ہے۔ تمکو سوچنا چاہئے کہ جس پاک سرشت انسان نے چالیس برس تک کسی انسان پر جھوٹ نہ لگایا ہو۔ کیا وہ ایکدم ایسی جسارت کر سکتا ہے کہ معاذ اللہ خدائے قدوس پر جھوٹ باندھنے اور افترا کرنے لگے۔ ناچار ماننا پڑے گا کہ کلام الٰہی تمکو سناتا ہوں۔ اس کے بنانے یا پہنچانے میں مجھے اصلاً اختیار نہیں۔ خدا جو چاہتا ہے میرے منہ سے تم کو سناتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اس سے کچھ زیادہ کھل کر ان سے دریافت فرمایا کہ بتاؤ میں

ھل صادقاً او کاذباً؟

مگر کسی بڑے سے بڑے کافر اور بدترین دشمن نے بھی انتہائی مخالفت کے باوجود ایسی کوئی نشاندہی نہ کی۔ جس سے حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شباب اور زندگی پر انگل سے اشارہ کیا جا سکتا۔

احقر راقم نے سابقہ شمارہ کی ابتدائی
سطور میں عرض کیا تھا کہ شعائر اللہ چار
ہیں۔ کتاب اللہ۔ بیت اللہ۔ رسول اللہ
صلوٰۃ اللہ

کتاب اللہ اور بیت اللہ سے متعلق مختصر عرض کیا جا چکا ہے اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ شعائر بھی ہیں اور خدا کے پیغام رساں بھی سے متعلق مختصر چند معروضات حاضر خدمت ہیں۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق اور آپ ؐ کے ساتھ محبت ہر مومن مسلمان کا شعار ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو آپؐ کے ساتھ جس قسم کا عشق تھا۔ اس کی مثال ساری دنیا میں نہیں ملتی۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے جب خدا کے دشمنوں کے ساتھ اپنی امت کو دعوت دی تو

"نحن ابناء اللہ واحباءہ"

کے دعویدار قوم نے جواب دیا ــــ کہ

فاذھب انت وربک فقاتلا

انا ھٰھنا قاعدون

سو تو جا اور تیرا رب اور تم دونوں لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔ بلکہ انہوں نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ

وانا لن ندخلھا حتیٰ یخرجوا منھا

ہم ہرگز نہ داخل ہونگے۔ یہاں تک کہ وہ نکل جاویں اس جگہ میں سے۔ ہاں فان یخرجوا منھا فانا داخلون اگر وہ نکل جاویں گے اس جگہ سے تو ہم ضرور داخل ہونگے۔ لیکن صحابہ حضرت علیہ السلام نے متیٰ نصر اللہ کی صدا لگاتے رہے۔ مگر تاریخ اسلام کے ورق گردانی کرنے والے طالب علم بخوبی جانتے ہیں کہ جان نثاران محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوات میں بالکل بے سروسامانی اور کفار کے بالمقابل نہایت ہی قلیل و قلیل ہونے کے باوجود صرف عشق و محبت سے سرشار ہو اپنی جانوں کا نذرانہ کیسی جوانمردی اور بہادری سے پیش کیا بلکہ چھوٹے چھوٹے بچوں کی تمنائے شہادت دیکھ کر آنکھوں میں خوشی کے آنسو بھر آتے ہیں۔ اس مختصر مضمون میں اُن کا ریمارکس پیش کرنا بہت مشکل ہے۔ اور جن کو شوق ہے وہ کتابوں میں ان مقدس حالات کو پڑھ کر ایمان و روح اور قلب کو سکون و فرحت پہنچاتے رہتے ہیں۔ ہاں احقر راقم عفاء اللہ عنہ اس مضمون میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو علمائے دیوبند کو عشق تھا اُس کا مختصر خلاصہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔

اس کی ضرورت و اہمیت اسلئے ہے کہ ایک عرصہ سے ایک خاص گروہ علمائے دیوبند کے خلاف یہ الزام جو انگریز نے اپنی حکومت کو طول دینے کے لئے گھڑا تھا۔ اب تک اُسی کی رٹ لگا رہا ہے جس کی عرصہ سے علمائے دیوبند تردید کرتے آئے ہیں۔ مگر فریق ثانی شاید کسی مخصوص وجوہات کی وجہ سے ماننے کو تیار نہیں۔

اسلام کے سب سے زیادہ رذیل اور ذلیل دشمن سامراج انگریز نے جب دیکھا کہ اُس کے مقابل علمائے دیوبند بڑی کامیاب تحریکوں کے ذریعہ اُسے ملک سے بھاگنے پر مجبور کر رہے ہیں تو کئی حربوں کے ساتھ ایک حربہ یہ بھی استعمال کیا گیا کہ علمائے دیوبند نے حضرت علیہ الصلوۃ والسلام کی گستاخی اور بے ادبی کے الزام کی جھوٹی پبلسٹی کی گئی۔ حالانکہ خدا شاہد ہے کہ علمائے دیوبند نے عشق نبوی میں صحابہ کرام رضی کی یاد تازہ کر دی۔ یہ حضرات رسول کریم کے سچے عاشق اور جاں نثار ہیں۔ جن لوگوں کو ان حضرات کی زیارت کا شرف حاصل رہا ہے۔ یا خلوص نیت کے ساتھ ان کے لٹریچر کا مطالعہ کیا ہے وہ تو حقیقت حال سے واقف ہیں۔ مگر جن لوگوں کو چند مفاد پرستوں نے ڈرا دھمکا کر ان کے خلاف الزامات کی بوچھاڑ سے علمائے دیوبند سے استفادہ کا موقعہ پیدا نہیں ہونے دیا۔ ان کی معلومات کے لئے چند بزرگان دیوبند کے حالات حاضر خدمت ہیں

حضرت شیخ نانوتوی رح

عشق رسول ؐ میں تو مقام نانوتویؒ کا تعین کرنا ہی ناممکن ہے۔ ہاں اُس کے چند نمونے پیش کئے جاتے ہیں۔ عشق میں سب سے زیادہ اہمیت اور اولیت اتباع کو ہے۔ اور آپ میں اتباع کا یہ عالم تھا کہ انگریز سے جب آپ نے جنگ چھیڑ رکھی تھی۔ تو جرم میں آپ کے وارنٹ جاری ہوئے آپ روپوش ہو گئے۔ تین روز کے بعد خود بخود واپس آ گئے۔ معتقدین متعلقین نے مکرر روپوش ہونے کا مشورہ دیا۔ مگر حضرت شیخ رح نے یہ مشورہ ٹھکراتے ہوئے فرمایا کہ

"مجھے شرم آتی ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم تو غار حرا میں صرف تین دن رہیں اور میں ان سے ایک ساعت یا ایک لمحہ بھی زیادہ روپوش رہوں۔"

اور ادب کا یہ عالم تھا کہ جب حضرت رحمۃ اللہ حج کے لئے تشریف لے گئے۔ تو دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی سرزمین پر آپ نے جوتا پہننا ترک کر دیا۔ روایت ہے کہ جب آپ نے حرم نبوی میں قدم رکھا تو جوتے بغل میں دبالئے اور برہنہ پا چلنا شروع کر دیا اسی طرح۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ حضرت حجۃ الاسلام شیخ نانوتوی رح مدینہ مقدس کی حرمت کی وجہ سے کئی میلوں تک اونٹ پر سوار نہ ہوئے۔ حالانکہ سواری کے لئے اونٹ موجود تھا۔ اس لئے پاؤں میں زخم پڑ گئے تھے۔ کانٹے لگتے تھے اور پتھروں کی وجہ سے پاؤں کا حال دگرگوں ہو گیا تھا۔

ایک دفعہ کسی صاحب نے سبز رنگ کا جوتا جو کہ نہایت عمدہ تھا بطور تحفہ پیش کیا تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے فرمایا کس بے ادب نے بنایا ہے میرے محبوب

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک کا رنگ سبز ہے۔ بحیثیت مسلمان میں ایسا نہیں کرسکتا۔ یہ واقعہ بھی حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت سے "الشہاب الثاقب" میں موجود ہے۔

نیز آپ نے ایک بزرگ سے دعا کی درخواست کی۔ اُس نے کہا کہ حضرت میں کیسے آپ کے لئے دعا مانگوں۔ جبکہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ آپ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بیٹھے بخاری شریف سبقاً سبقاً پڑھ رہے ہیں۔ ایسے بیسوں واقعات ہیں جن سے بانیٔ دارالعلوم دیوبند کی بارگاہ رسالت مآب میں عشق کی معراج معلوم ہوتی ہے۔ آپ نے پھر عربی فارسی اور اردو قصیدے بھی دردِ دل میں ڈوبے ہوئے لکھے ہیں۔ جن کے ایک ایک شعر سے عشق و محبت نبوی میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ مولانا جامی رحمۃ سے بھی آگے نکل جاتے ہیں چند ایک اشعار بطور نمونہ ملاحظہ فرمائیے۔

قصیدہ قاسمی

جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں
ترے کمال کسی میں نہیں مگر دو چار

لگا تا ہاتھ نہ پتلے کو ابوالبشر کے خدا
اگر وجود نہ ہوتا تمہارا آخر کار

امیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی امید ہے یہ
کہ ہو سگانِ مدینہ میں میرا نام شمار

جیئوں تو ساتھ سگانِ حرم کے تیرے پھروں
مروں تو کھائیں مدینہ کے مجھ کو مور و مار

جو یہ نصیب نہ ہو تو کہاں نصیب میرے
کہ میں ہوں اور سگانِ حرم کے تیرے قطار

ولے یہ رتبہ کہاں مشتِ خاکِ قاسمؒ کا
کہ جائے کوچۂ اطہر میں تیرے بن کے غبار

جنکو مکمل قصائد پڑھنے کی آرزو ہو وہ اس حقیر کے ساتھ رابطہ قائم کریں۔

حضرت شیخ گنگوہیؒ

قطب عالم شیخ کامل حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف۔ یار دوستوں نے الزامات کی بوچھاڑ جاری رکھی ہوئی ہے۔ مگر حضرت ممدوح رحمۃ اللہ علیہ کو جو تعلق حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا کی ذات مقدس سے تھا آج کی متعدد الجنس فدایان رسول ملکر بھی اُس کی گرد کو نہیں پہنچ سکتیں۔ احقر راقم غفار اللہ چند روایات "الشہاب الثاقب" سے نقل کرکے پیش کر رہا ہے۔

(۱) آپ فرماتے ہیں جو الفاظ تحقیر حضور سرور کائنات علیہ السلام ہوں اگرچہ کہنے والے نے نیت حقارت نہ کی ہو۔ مگر پھر بھی ان کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔

(۲) مدینہ منورہ سے کھجوریں آتیں۔ تو آپ نہایت عظمت و حفاظت کے ساتھ رکھتے اور اوقات مبارکہ میں خود بھی استعمال کرتے اور حضار بارگاہ مخلصین کو بھی نہایت تعظیم و ادب سے اس طرح تقسیم فرماتے کہ گویا نعمت غیر مرقبہ اور اثمار جنت ہاتھ آگئی ہیں۔ پھر آپ تو کھجوروں کی گھٹلیوں کو بھی کٹوا کر خود بھی کھاتے اور لوگوں کو بھی کھلاتے اور گھٹلیوں کے ساتھ مدینہ منورہ کی مٹی و خاک شفا کھانے کی بھی عادت تھی اور اسے بڑی مرغوب اور محبوب چیز سمجھتے تھے۔

(۳) کسی صاحب نے مدینہ منورہ کے کپڑے بطور تحفہ دیئے۔ حضرت نے نہایت تعظیم اور وقعت کی نظر سے اُن کو دیکھا اور شرفِ قبولیت سے ممتاز فرمایا۔ بعض طلبار جو محفل میں موجود تھے۔ عرض کی کہ حضرت اس کپڑے میں کیا برکت ہوئی؟ یہ تو لیدپ کا بنا ہوا ہے۔ تاجر مدینہ لائے وہاں سے لوگ خرید لائے ہیں۔ تو حضرت نے مشبہ کو رفع فرمایا اور یوں ارشاد فرمایا کہ "مدینہ منورہ کی اس کو ہوا تو ضرور لگی ہے"۔ اسی وجہ سے اس کو یہ اعزاز حاصل ہے۔

(۴) حضرت نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیر کا ایک مختصر سا جملہ بھی کوئی کہے تو وہ کافر ہے اس کو روک دینا چاہیئے۔ اگر باز نہ آئے تو پھر قتل کر دینا چاہیئے۔ موذی و گستاخ جناب کبریا تعالیٰ شانہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ آپ نے حرم نبوی میں حاضری دینے کے آداب بھی ایک مبارک کتاب "زبدۃ المناسک" میں تحریر فرماتے ہیں۔ حجاج کو اور جو لوگ حرمین شریفین میں رہتے ہیں یا جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ان کو اس کتاب کا مطالعہ ضرور کر لینا چاہیئے۔

حضرت شیخ الہندؒ

حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ کی پوری زندگی اتباع سنت نبوی میں بسر ہوئی ہے۔ ایک موقعہ پر انگریز حکومت آپ کو گرفتار کرنے کے لئے پہنچی آپ جہاں کھڑے تھے وہیں آپ سے دریافت کیا گیا کہ شیخ الہند کہاں ہیں؟ آپ اس جگہ سے دو فٹ دوسری جگہ کھڑے ہو کر فرمایا کہ ابھی تو یہیں تھے (اس پہلی جگہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا) یہ بھی اتباع سنت کا ایک اعلیٰ مقام ہے۔ اور قرآن کریم کے ترجمہ و تفسیر میں بھی آپ نے عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بڑے بڑے پیارے لفظوں میں اس کا اظہار فرمایا ہے اس کے علاوہ جب بعض حاسدین نے اکابر علمار دیوبند کے خلاف حرمین شریفین کے علمار کو دھوکا دے کر اور جھوٹ بول کر ان کے خلاف تقریباً ۱۳۲۵ھ میں ایک فتویٰ حاصل کیا جسے بعد

میں ایک کتاب کی صورت میں بھی شائع کیا گیا تھا۔ تو علمائے حرمین نے ۲۶ سوالات مرتب کر کے علمائے دیوبند کو ارسال کئے۔ جن کے جوابات حضرت شیخ المحدثین مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فصیح عربی زبان میں مرتب کئے۔ جو علمائے حرمین کو روانہ کئے گئے اور ان جوابات پر حضرت شیخ الہند رح مولانا شاہ عبدالرحیم، حکیم الامت مولانا تھانوی رح، مفتی اعظم حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب اور دوسرے اکابر دیوبند نے دستخط کئے۔ اور اپنی تصدیقات بھیجیں جنہیں علمائے حرمین الشریفین نے بہت پسند کیا۔ یہ جوابات آج "عقائد علمائے دیوبند" نامی کتاب میں ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں۔ جن کی سطر سطر سے عشق محمدی اور محبت حضرت علیہ السلام معلوم کر کے سرور حاصل ہوتا ہے۔ اس کتاب کو عام کیا جائے بلکہ ساتھی کے پاس اس کا ایک نسخہ ہونا ضروری ہے۔ بلکہ حریفوں میں اس کتاب کو کثرت سے پھیلایا جائے۔ تاکہ علمائے دیوبند کے عقائد سے ہر آدمی آگاہ ہو سکے۔

حضرت شیخ علامہ سید انور شاہ کاشمیری رح

حضرت شیخ المحدثین عارف باللہ مولانا محمد انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ تو ایسے عاشق صادق تھے۔ جن کی گفتگو سے بھی شمائل نبوی کتاب مطالعہ کا یقین ہوتا تھا۔ آپ کی جمیع عادات گفتار، کردار، رفتار غرضیکہ آپ کی ہر حالت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے تعلق کا پتہ چلتا تھا۔ حدیث رسول صلعم کے ساتھ جس قسم ادب آپ نے ملحوظ رکھا ہے اس کی مثال خیر القرون میں تو ملتی ہے مگر اب اُس کا تصور بھی بہت مشکل ہے

حضرت ممدوح رحمۃ اللہ علیہ پر حدیث کے ادب کا بہت غلبہ تھا۔ بہاول پور کا وہ تاریخی مقدمہ جو مرزائیوں کے خلاف ایک عورت کی استدعا پر لڑا گیا۔ اس کی روداد جس نے پڑھی ہے۔ وہ حضرت کے عشق رسول کے بارے میں صحیح رائے قائم کر سکتا ہے۔ حتیٰ کہ وصیت فرمائی اگر میں مر جاؤں تو میری قبر پر آ کر مجھے اس مقدمہ کی حقیقت سے ضرور آگاہ کرنا۔ چنانچہ مقدمہ مرزائیوں کے خلاف ہوا۔ اور آپ کی قبر پر جا کر اس مقدمہ کی روئیداد پیش کی گئی

اللہ اکبر

آپ نے بھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں عربی اور فارسی قصیدے لکھے۔ اردو میں بھی آپ کا نعتیہ کلام موجود ہے۔ چونکہ مضمون طویل ہو رہا ہے۔ اسلئے دلی آرزو کے باوجود بھی درج نہیں کر رہا کسی اور وقت ہی سہی

شیخ مدنی رح

حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاد حضرت شیخ الہند کے ارشاد مطابق مسجد نبوی میں تدریس کا آغاز فرمایا۔ بفضل تعالیٰ آپ کا حلقہ درس بھی جلد مقبول و مشہور ہو گیا۔ آپ کو شیخ الحرمین کا خطاب دیا گیا۔ آپ نے ۱۸ برس مسجد نبوی میں بیٹھ کر خود حضرت علیہ السلام کے پاس رہ کر کتاب و سنت کا درس دیا پھر حضرت شیخ الہند رح کے اسارت مالٹا کے موقعہ آپ حضرت ممدوح کے ساتھ اسیر رہے ہزاروں واقعات میں سے صرف ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیے!

آپ ایک دفعہ نعتیہ کلام کی کتاب پڑھ رہے تھے۔ تو ایک مصرعہ پر رک گئے اور اُسے بار بار دہراتے رہے۔ اور روتے رہے۔ پھر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر پہنچ کر وہی مصرعہ پڑھ کر رونا شروع کیا حتیٰ کہ نیند آ گئی۔ پھر حالتِ نوم والیقظہ میں دیکھا کہ حضور نبی کریم صلعم کے آپ سامنے بیٹھے ہیں اور وہی مصرعہ پڑھ رہے ہیں کہ

ہاں اے حبیب صلعم رخ سے ہٹا دو
نقاب کو

ختم بخاری شریف کے موقعہ پر ایک بار ارشاد فرمایا کہ اصلاحِ نفس کے لئے اشتغال بالحدیث سب سے اقرب ذریعہ ہے۔ اس کے بعد "فیوض الحرمین" میں شاہ ولی اللہ رح کا مشاہدہ بیان فرمایا کہ شاہ صاحب رح فرماتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت نبی کریم صلعم کے مزار اقدس پر حاضر ہو کر مشاہدہ کیا کہ جو لوگ اشتغال بالحدیث رکھنے والے ہیں۔ ان کے قلب اور آنحضرت صلعم کے قلب مبارک تک نورانی دھاگوں کا سلسلہ جاری رہے

"سبحان اللہ"

حضرت شیخ لاہوری رح

مشہور روایت اور حقیقت کے مطابق حضرت شیخ مولانا الامام لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی اس مسجد میں درس قرآن کریم کا سلسلہ شروع فرمایا تو حاسدین نے آپکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ اور بے ادب مشہور کرنے کی انگریز کی ایماء پر پوری پوری کوشش کی۔ یہاں تک کہ آپ کو شہید کر دینے کی بھی سازشیں ہوئیں۔ ایک صاحب کو اس مذموم مقصد کے لئے تیار کیا گیا۔ وہ صبح کو درس میں صرف اس نیت سے داخل ہوا کہ آپ کی شکل و صورت کو پہچان تاکہ رات کو کسی قسم کا مغالطہ نہ رہے۔ کہتے ہیں کہ وہ مشہور نشانہ باز تھا اتفاق سے اُس وقت حضرت ممدوح

رحمۃ اللہ علیہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ رفعت بیان فرما رہے تھے وہ بیان ایسا پُرکشش اور عاشقانہ تھا کہ وہ سن کر گرویدہ ہو گیا۔ اور اپنے ارادہ سے توبہ تائب ہو کر واپس گیا۔ اور ان ساتھیوں کو ڈانٹ پلائی کہ ظالمو تم مجھے جہنم میں کیوں دھکیلنا چاہتے ہو۔ وہ تو صحیح عاشقِ رسول ﷺ ہے۔ میں نے آج حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان سنی ہے۔ وہ آج تک کسی کی زبان سے نہیں سنی۔ مگر اُن لوگوں پر شیطان سوار تھا وہ نہ ملنے اور اپنے مذموم عزائم کا اظہار کیا۔ تو اس صاحب نے دانشگاف کہہ دیا کہ جو حضرت کو شہید کرے گا وہ پہلے میرا سر اُتارے گا۔ پھر آگے بڑھے گا۔

حضرت کی حیات میں ایک صاحب نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دفتر خدام الدین لاہور میں تشریف فرما ہیں۔ اور حضرت لاہوری دوزانو بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ صاحب کہتے ہیں۔ کہ میں نے اپنے ایک ساتھی کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا۔ جو عقائد کے بارے میں مجھ سے جھگڑتا تھا۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ حضرت کونسی جماعت برحق ہے؟ حضور نبی کریم علیہ السلام نے حضرت لاہوری رح کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ جو کچھ کہتے ہیں وہ حق ہے۔

حضرت امیر شریعت رح

مضمون کافی طویل ہو چکا ہے۔ اور بہت سے بزرگانِ دیوبند کے حالات کو قلم زن کرنا پڑا ہے۔ مگر نہیں چاہتا کہ حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رح کے عشقِ رسول ﷺ کے ذکر بغیر اسے ختم کروں۔ یہ وہ سچا اور جری عاشقِ رسول ﷺ ہے کہ جس کے متعلق حضرت علامہ محدث کاشمیری رح نے فرمایا تھا کہ "عطاء اللہ عہد نبوت میں ہوتے تو ناقہ رسالت کے حدی خواں ہوتے!" یہ جملہ تاریخ بخاری رح کی جان اور حقیقت ہے۔ بخاری صاحب خود فرماتے ہیں کہ ختم نبوت کی حفاظت میرا جزو ایمان ہے۔ جو شخص اس ردا کو چوری کرے گا۔ جی نہیں! چوری کا حوصلہ کرے گا۔ میں اُس کے گریباں کی دھجیاں اُڑا دوں گا۔ میاں کے سوا میں کسی کا نہیں۔ نہ اپنا نہ پرایا۔ میں اُنہیں کا ہوں وہ میرے ہیں۔ جس کے حسن و جمال کو خود رب کعبہ نے قسمیں کھا کھا کے آراستہ کیا ہو۔ میں اُن کے حسن و جمال پر نہ مر مٹوں تو لعنت ہے مجھ پر۔ اور لعنت ہے اُن پر جو اُن کا نام تو لیتے ہیں۔ لیکن سارقوں کی خیرہ چشمی کا تماشہ دیکھتے ہیں آج مسیلمہ کذاب کے مقابلہ میں روحِ صدیق رض پیدا کرو۔ اور محمد عربی ﷺ کی ناموس و عزت پر کٹ مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔

ایک بار تقریر کے دوران فرمایا تھا کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بے حرمتی کرنے والی کسی تحریر کو دیکھ نہیں سکتے۔ ہم یقیناً اُس اخبار کو جلائیں گے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی ذات پر حملہ کرے گا۔ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا ہیں حضور اقدس ﷺ کا ہر دشمن ہمارا بدترین دشمن ہے۔ میری گردن تو آج بھی تحفظِ ناموس مصطفےٰ کی خاطر پھانسی لگنے کو تڑپتی رہی ہے۔ میں تمام مسلمانوں سے مخاطب ہوں کہ تم حضور ﷺ کی آبرو کی حفاظت کرو۔ تو میں تمہارے کتے بھی پالنے کو تیار ہوں۔ اور اگر تم نے حضور ﷺ سے بغاوت کی۔ تو پھر میں تمہارا باغی ہوں۔ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر کٹ مرنے کو تیار ہوں۔ اس لئے مولانا ظفر علی خاں رح نے فرمایا تھا کہ

کانوں میں گونجتے ہیں بخاری رح کے زمزمے
بلبل چہک رہا ہے ریاض رسول میں

بخاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عشقِ رسول ﷺ سے متعلق کافی مواد احقر راقم کے ذہن میں ہے۔ مگر طوالت کے باعث اسے چھوڑ رہا ہوں! قارئین حضرات سے التماس ہے کہ جو لوگ انگریز کی اس تحریک کو جو خالص سیاسی طور پر چلائی گئی تھی کہ علمائے دیوبند ایسے غلط عقائد اور بے ادبی کے مرتکب ہیں۔ ان کو اپنے علماء کے نظریات عوام میں ضرور پھیلانے چاہییں۔ تاکہ اگر کوئی مخلص اس غلط پروپیگنڈہ کا شکار ہے۔ تو اس کی یہ غلط فہمی دور ہو سکے علماء دیوبند کا حال تو مختصر طور پر ایک شاعر نے یوں بیان کیا ہے۔

صبا یہ جا کے کہیو میرے سلام کے بعد
کہ تیرے نام کی رٹ ہے خدا کے نام کے بعد

مس خام کو جس نے کندن بنایا
کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
صلی اللہ علیہ وسلم

تحریر: سید نصیب علی شاہ بخاری

افغان مجاہدین اشتراکیت کے خلاف فتح و کامرانی کے میدان میں

حکومت نے دینی مدارس اور کابل یونیورسٹی کے فیکلٹی آف شریعت کو بند کر دیا

افغانستان کی منظم مشہور سیاسی جماعت حرکت انقلاب اسلامی نے اب اپنی تحریک کو عملی طور پر کامیابی سے ہمکنار کرنے میں مزید پیش قدمی کی ہے۔ حرکت انقلاب اسلامی افغانستان کے ورکروں نے صوبہ وردگ میدان میں اکثر علاقوں کو فتح کر لیا ہے اس سلسلہ میں گزشتہ دنوں دہی پرداد قلعہ میں پچیس افسر دوران مزاحمت قتل کر دیئے گئے۔ اس صوبہ کی السوالی چک سڑک کو بند کر دیا گیا ہے۔ اور سرکاری مقامات پر قبضہ کیا گیا ہے۔ حرکت انقلاب اسلامی کے انقلابی ورکروں نے فرہ گلی میں ایک ٹینک کو جلا دیا۔ پانچ ٹینکوں کو محاصرہ میں لے لیا صرف اس علاقے پر تاحال بمباری نہیں جنگ کے دوران ۴ مسلمان شہید اور ۵ زخمی ہو گئے۔

کابل سے ۱۲ میل دور پیر خیل اور ۲ میل دور یغمان میں مجاہدین نے ایک چھاپہ مار کمیٹی تشکیل دی ہے۔ جس نے ابتدائی طور سے ۹ ہزار بندوق، رائفل کو اپنے قبضہ میں لے رکھا ہے۔ یہ اسلحہ ترکی حکومت نے اپنے مذموم عقائد کی تکمیل و حفاظت کے لئے عوام میں تقسیم کرنے کی غرض سے لائی تھی۔

صوبہ زابل جو قندھار اور غزنی کے درمیان واقعہ ہے۔ اس میں حرکت انقلاب اسلامی کے ورکروں نے تھانے وغیرہ ختم کر دیئے ہیں۔ تین ہزار فوجیوں نے مجاہدین کے ساتھ مقابلہ شروع کر دیا۔ جس میں صرف ڈھائی سو خلقی آنبیر رہ گئے۔

حرکت کے ورکروں نے ترگگی کے کے بدری گاؤں کا محاصرہ کر لیا۔

پکتیا صوبہ کے مرکز گردیز کے ارگون کمشنری کو تباہ کر دیا گیا ہے۔ جس پر پندرہ ہزار مجاہدین نے حملہ اور محاصرہ رکھا ہے خلقی جس میں لاکھوں کی مالیت کا اسلحہ اپنے قبضے میں لے لیا ہے۔

گردیز کی تحصیل میں بے شمار خلقی افسر اغوا کر کے قتل کر دیئے گئے ہیں۔ اس تحصیل پر حکومت کا تسلط بالکل ختم ہو ہو گیا ہے۔

صوبہ لوگر اور اس کے بعض نواحی میں سخت جنگ شروع ہے۔ ان علاقوں میں اکثر جگہوں پر مجاہدین کا قبضہ ہے مرکزی حکومت صوبہ پر کنٹرول نہیں کر سکی روزانہ ٹینک آتے ہیں۔ اور ناکامی اور مایوسی کے عالم میں جانا پڑتا ہے۔

حرکت انقلاب اسلامی نے افغانستان کے نئے اشتراکیت کے دفتر خلاف جو کامیاب جدوجہد شروع کر رکھی ہے۔ اس کو کامیاب کرانا پوری اسلامی دنیا کا دینی فریضہ ہے۔ افغانستان میں اسلامی انقلاب پوری دنیا میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا سبب بن سکتا ہے۔

عالم اسلام کی نظریں اب افغانستان میں اشتراکیت کے خلاف مسلمانوں کی شروع کردہ تحریک اور جدوجہد کی طرف ہیں کیونکہ افغانستان میں مسلمانوں کی کامیابی سے پورے عالم اسلام کے انقلابی ادوار کے قیام و استحکام کی فضا پیدا ہوگی۔

موجودہ افغان روس نواز حکومت نے اپنے مذموم عزائم کو عملی طور سے ہمکنار کرنے کے لئے ہر ممکن حربوں کو استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔ اسلام اور وطن کی ایمانی محبت کو مٹانے کے لئے علماء، طلباء اور ہزاروں مسلمانوں کے قتل کے ساتھ وہاں کے اسلامی اثرات کی بیخ کنی کی کوشش کر رہے ہیں۔ حکومت کے زیر اثر مقبوضہ علاقوں میں سینکڑوں دینی مدارس کو ختم کر کے مارکسزم کالج کھول دیئے گئے ہیں۔ اس طرح ان مدارس کے بیشتر طلباء خفیہ منصوبوں کے تحت قتل کر دیئے گئے ہیں۔

دارالعلوم اکوڑہ خٹک میں افغانستان کے بعض زیر تعلیم افغانی طلباء اور بہت سے فضلاء حقانی وہاں اشتراکی حکومت کی مزاحمت اور ظلم و تشدد کے نتیجہ میں جام شہادت نوش کر گئے ہیں۔

فرزندانِ حقانیہ نے ترکی حکومت کے خلاف جو عملی جدوجہد شروع کر رکھی ہے۔ وہ پوری علمی دنیا کے لئے باعث افتخار ہے۔ چنانچہ اکثر محاذات پر فضلاء حقانیہ علماء و طلباء قیادت کے فرائض سر انجام دے رہے ہیں۔ اس کابل یونیورسٹی کے باحوصلہ اور جرأت مند اساتذہ و طلباء بھی تبریک اور تحسین کے مستحق

بقیہ صفحہ ۳۰

حرفِ حق

الطاف حسین کاشمیری

معاشی استحکام اور غربت و افلاس کا خاتمہ نظامِ زکوٰۃ میں مضمر ہے

ترجمہ - آپ ان کے اموال سے صدقہ لے لیجئے جس کے ذریعہ آپ ان کو پاک صاف کردیں گے اور ان کے لئے دعا کیجئے

زکوٰۃ ایسا مالی فریضہ ہے جو تمام انبیاء اور ان کی شریعتوں میں بھی دینی فریضہ کی حیثیت سے جاری رہا ہے گو کہ نصاب زکوٰۃ مقدار زکوٰۃ اور مصارف زکوٰۃ کی صورتیں مختلف رہتی ہیں اسلام کے پانچ ارکان میں سے زکوٰۃ تیسرے درجہ میں آتی ہے - جب مسلمان کے پاس مال کی مقدار مقررہ ہو اور اس پر سال گذر جائے تو اس مال کا چالیسواں حصہ غریبوں مسکینوں یا دوسرے امور میں خرچ کر دیا جائے - جہاں زکوٰۃ کا مال صرف کرنا جائز ہو

نظام زکوٰۃ میں حکمت و مقصد

اسلام کے نظام زکوٰۃ میں حکمت یہ ہے کہ لوگ روپیہ جمع خزانہ بنا کر نہ رکھیں بلکہ اسے کاروبار میں لگائیں تاکہ اس سے ملک و قوم کا فائدہ ہو - مال و دولت کو خزانہ بنانے سے ملک اور قوم دونوں کا نقصان ہے مثلاً اگر جمع شدہ رقم سے تجارت یا کاروبار کیا جائے تو اسے بہت سے افراد کو فائدہ پہنچے گا اسی لئے کہا جاتا ہے روپے پیسے چاندی سونے میں نمو یعنی بڑھنے کی صلاحیت ہے اگر اسے تجارت کی جائے تو اس میں اضافہ ہوتا ہے اسطرح نہ کوئی غریب رہے گا اور نہ دروازے پر دستک دینے والا گداگر، نہ کسی کو شکایت رہے گی کہ رات بھوک سے کاٹی اور نہ یہ گلہ رہے گا کہ میں فٹ پاتھ پر سویا ہوا ہوں - دینے والے ہزاروں ہوں گے لینے والا کوئی نظر نہیں آئے گا جبکہ آج کل ہر قدم پہ مانگنے والے ملتے ہیں -

زکوٰۃ کے مستحق قرآن کی روشنی میں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکومت کی طرف سے زکوٰۃ وصول کرنے کا انتظام صرف ان اموال میں کیا جو فقہاء کی اصطلاح میں اموال ظاہرہ کہلاتے ہیں جیسے معاون - زرعی زمینیں مویشی وغیرہ - ایسے اموال کی زکوٰۃ کا قانون یہ بنایا گیا ہے - کہ ان کی زکوٰۃ اصحاب اموال براہ راست خود ادا کریں بلکہ [illegible] یعنی زکوٰۃ وصول کرنے والے حکومت کے حوالے کریں

اموال باطنہ - جیسے نقد، سونا، چاندی، زیورات وغیرہ کی زکوٰۃ اصحاب اموال ہی ادا کریں خواہ بیت المال کو دیں یا براہ راست فقراء میں تقسیم کر دیں حکومت کو اختیار نہیں ہے کہ گھروں میں گھس کر محفوظ سامان کی تلاشی لے اور ان کی زکوٰۃ وصول کرے -

مصارف زکوٰۃ قرآن کی روشنی میں

سورۃ توبہ رکوع ۸ آیت نمبر ۶ میں مصارف زکوٰۃ کا بیان ہے - قرآن میں آٹھ قسم کے افراد مستحق زکوٰۃ بتلائے گئے ہیں -

۱- فقراء - جن کے پاس کچھ نہ ہو -

۲- مساکین - جن کو بقدر حاجت میسر نہ ہو -

۳- عاملین - جو لوگ اسلامی حکومت کی طرف سے حصول زکوٰۃ وغیرہ کے کاموں پر مامور ہوں

۴- مولفۃ القلوب - جن کے اسلام لانے کی امید ہو - اسلام میں کمزور ہوں -

۵- رقاب - غلاموں کا بدل کتابت ادا کرکے آزادی دلائی جائے - یا خرید کر آزاد کئے جائیں یا اسیروں کو فدیہ دے کر رہا کیا جائے -

۶- غارمین - جن پہ کوئی حادثہ پڑا ہو اور مقروض ہو گئے ہوں -

۷- سبیل اللہ - جہاد وغیرہ میں جانے والے مجاہدین -

۸- ابن السبیل - ایسا مسافر جو حالت سفر میں صاحب نصاب نہ ہو - گو مکان میں دولت رکھتا ہو - ہر صورت میں فقر شرط ہے تملیک ضروری ہے -

مسئلہ تملیک

جمہور فقہاء اس پر متفق ہیں کہ زکوٰۃ کے میں زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے مستحق زکوٰۃ کو قبضہ دینا شرط ہے - بغیر مالکانہ قبضہ دیئے ادا نہ ہوگی -

علماء نے ادائیگی زکوٰۃ کے لئے شرط تملیک کی یہ دلیل دی ہے کہ قرآن میں زکوٰۃ کے ساتھ "ایتا" کا لفظ ہے اور لفظ "ایتا" لغت میں عطا کرنے کے معنی میں آتا ہے اور ظاہر ہے کہ کسی کو کوئی چیز عطا کرنے کا مفہوم حقیقی بھی ہے کہ اس کو اس چیز کا مالک بنا دیا جائے - لفظ "ایتا" قرآن میں مالک بنانے کے لئے استعمال ہوا ہے - مثلاً عورتوں کو مہر دو - ظاہر ہے مہر کی ادائیگی تب ہوگی جب کہ مال مہر پر عورت کو مالکانہ قبضہ حاصل ہو جائے تو زکوٰۃ کو شرط "تملیک" سے مشروط کرنے سے ذیل مسائل نکلتے ہیں -

۱- زکوٰۃ کی نیت سے دس بیس مسکینوں کو کھانا کھلا دیا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی - کیونکہ اس کھلانے میں "تملیک" نہیں پائی جاتی -

۲- مسجد، مدرسہ، خانقاہ، شفاخانہ، کنواں یا کسی رفاہی ادارہ کی تعمیر میں رقم زکوٰۃ خرچ کرنا جائز نہیں اور اگر اس میں خرچ کر دی گئی تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی - کیونکہ اس میں مالکانہ

حق نہیں دیا گیا۔

۳۔ رقم زکوٰۃ سے کتابیں خرید کر کسی لائبریری میں وقف کر دینا یا کوئی زمین خرید کر کسی رفاہ عام کے کام کے لئے وقف کر دینا بھی ادائیگی زکوٰۃ کے لئے کافی نہیں ہے کیونکہ قبضہ نہیں ہے

۴۔ زکوٰۃ کی رقم سے مکانات بنا کر مستحق زکوٰۃ بطور رعایت کے مفت رہنے کے لئے دیدینے سے بھی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی جب تک ان کو مالکانہ حق نہ دیا جائے۔

اسی طرح اگر کوئی شخص ڈرافٹ وغیرہ کے ذریعہ زکوٰۃ کی نیت سے بھیجے گا تو زکوٰۃ اس وقت تک ادا نہ ہوگی جب تک قبضہ حاصل نہ ہوگا خدا نخواستہ اگر وہ ڈرافٹ گم ہو جاتا ہے تو زکوٰۃ دوبارہ ادا کرنی ہوگی۔

۔ عاملین صدقہ کو زکوٰۃ دینی جائز ہے یا نہیں

عاملین صدقہ وہ لوگ ہیں جو اسلامی حکومت کی طرف سے صدقات و زکوٰۃ وغیرہ لوگوں سے وصول کر کے بیت المال میں جمع کرنے کی خدمت پر مامور ہیں۔ یہ لوگ چونکہ تمام اوقات اسی خدمت کے بجا لانے میں خرچ کرتے ہیں اس لئے ان کی ضروریات کی ذمہ داری اسلامی حکومت پر عائد ہوتی ہے۔

فی الحقیقت حق تعالیٰ نے مسلمانوں سے زکوٰۃ و صدقات وصول کرنے کا فریضہ براہ راست رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد فرمایا آپ کے بعد مسلمانوں کے ہر امیر پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ عوام الناس سے زکوٰۃ و صدقات وصول کرے اور یہ بات عیاں ہے کہ امیر خود اس فرض کو بنفسہ پورے ملک میں بغیر مددگاروں کے انجام نہیں دے سکتا۔ انہی مددگاروں کو قرآن میں والعاملین کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو زکوٰۃ و صدقات کی وصولی کے لئے عامل بنا کر مختلف مقامات میں بھیجا اور زکوٰۃ کی رقم سے ان کو حق الخدمت دیا ہے۔ ان میں وہ حضرات بھی شامل ہیں جو اغنیا یعنی امراء تھے۔ باوجودیکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اغنیا سے لے کر فقراء کو دو۔ نبی کریم نے اس تعارض و تباین کو دور کرنے کے لئے ارشاد فرمایا کہ صدقہ غنی یعنی مالدار کے لئے حلال نہیں ہے مگر پانچ شخصوں کے۔

ایک وہ شخص جو جہاد کے لئے نکلا ہے اور وہاں اس کے پاس بقدر ضرورت مال نہیں ہے دوسرا شخص عامل صدقہ جو صدقہ وصول کرنے کی خدمت بجا لاتا ہے تیسرا وہ شخص کہ اگرچہ اس کے پاس مال ہے مگر موجودہ مال سے زیادہ مقروض ہے چوتھا وہ شخص جو صدقہ کا مال کسی غریب مسکین سے پیسے دے کر خرید لے یا پانچواں وہ شخص جس کو کسی غریب فقیر نے صدقہ کا حاصل شدہ مال بطور ہدیہ پیش کر دیا ہو۔

خلاصہ کلام یہ ہے عاملین صدقہ فقراء حضرات کے وکیل کی حیثیت رکھتے ہیں اور یہ بات ظاہر ہے کہ وکیل کا قبضہ اصل موکل کے قبضہ کے حکم میں ہوتا ہے۔ نیز یہ بات بھی ضمناً معلوم ہوگئی۔ کہ اسلامی مدارس اور انجمنوں کے مہتمم یا ان کی طرف سے بھیجے گئے سفیر صدقات و زکوٰۃ مدارس و انجمنوں کے لئے وصول کرتے ہیں ان کا حکم وہ نہیں ہے جو عاملین صدقہ کا ہے اور نہ وہ عاملین صدقہ شمار ہوتے ہیں۔

۔ وجوب زکوٰۃ کی شرائط۔

زکوٰۃ فرض ہونے کے لئے مندرجہ ذیل شرائط ہیں ان کے بغیر زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی۔

۱۔ مسلمان ہونا (۲) بالغ ہونا (۳) عاقل ہونا (۴) آزاد ہونا (۵) مال کا مالک ہونا (۶) مال کا بقدر نصاب ہونا (۷) مال پر ایک سال مکمل گذر جانا (۸) زکوٰۃ کے مال ضرورت اصلیہ سے زیادہ ہونا۔ (۹) مال کا نامی ہونا یعنی بڑھنے والا ہونا۔

۔ نیت زکوٰۃ بھی ضروری ہے۔

زکوٰۃ ادا کرنے والے کو دل میں نیت کرنا بھی ضروری ہے اگر دل میں زکوٰۃ کی نیت نہ کی تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی اگر بغیر نیت کئے زکوٰۃ ادا کر دی اور لینے والے نے خرچ کر دی تو دوبارہ زکوٰۃ ادا کرنی پڑے گی۔

۔ مصارف زکوٰۃ

زکوٰۃ کے مصارف کیا ہیں اور مختلف اشیاء میں کتنی زکوٰۃ ہے اس کی تفصیل قرآن و حدیث کی روشنی میں درج ذیل ہے۔

اصول:۔ ماں، باپ، دادا، دادی، نانا نانی وغیرہ اور فروع (بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسہ، نواسی وغیرہ) کو زکوٰۃ دینی جائز نہیں ہے۔ ان کے علاوہ باقی رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ مثلاً بھائی، بہن، ماموں، چچا، خسر ساس وغیرہ شوہر بیوی کو اور بیوی شوہر کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔ اپنے رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینے میں زیادہ ثواب ہے کیونکہ اس میں فرض کی ادائیگی کے ساتھ صلہ رحمی بھی ہے۔

اپنے شہر اور اپنے وطن کے غرباء اور اقرباء دوسرے شہر والوں سے مقدم ہیں البتہ اگر دوسری جگہ والے زیادہ ضرورت مند ہوں تو پھر ان کو دینا زیادہ بہتر ہے۔

نابالغ بچے کا باپ اگر مالدار ہو تو اسکو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے کیونکہ اس کا خرچہ والد کے ذمہ ہے اگر باپ غریب ہو اور ماں مالدار ہو تو اس صورت میں نابالغ بچے کو زکوٰۃ دینا جائز ہے اس لئے کہ ماں پر اس کا نفقہ واجب نہیں ہے، دودھ پلائی ماں اور دودھ پلائی اولاد کو زکوٰۃ دینا جائز ہے کیونکہ نہ ان میں میراث تقسیم ہوتی ہے اور نہ ان کا خرچہ ایک دوسرے پر واجب ہے

جس عورت کا مہر نصاب کے برابر نصاب سے زائد ہے اور اس کا شوہر اس قابل ہے کہ مہر ادا کر سکتا ہے اور اسے یہ توقع بھی ہے کہ جب طلب کروں گی تو مہر مل جائے گا تو ایسی عورت کو زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی البتہ اگر اس نے مہر معاف کر دیا ہے یا شوہر غریب ہے کہ مہر کی رقم ادا نہیں کر سکتا تو ایسی عورت کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔ سید اور مالدار کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔

جو رقم منی آرڈر، چیک یا ڈرافٹ وغیرہ کے ذریعہ بھیجی جائے اسکی ادائیگی اسوقت ہوگی جب اسے مستحق وصول کرے یہ رقم اگر راستہ میں گم ہوگئی تو زکوٰۃ دوبارہ دینا ہوگی کیونکہ ادائیگی کے لئے تملیک شرط ہے

جمعیت علماء اسلام کراچی کے انتخابات مکمل ہو گئے۔

مولانا نورالہدیٰ کو امیر اور مولانا عبدالرزاق عزیز کو ناظم عمومی منتخب کر لیا گیا

نئی مجلس شوریٰ کا اجلاس ۲۹ جون کو ہو گا۔

جمعیۃ علماء اسلام کراچی ڈویژن اور کراچی کے تینوں اضلاع کے انتخابات مکمل ہو گئے انتخابات کی نگرانی جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی ناظم برائے تنظیمی امور مولانا زاہد الراشدی نے کی یہ انتخابات آئندہ تین سال کے لئے عمل میں لائے گئے اور مندرجہ ذیل عہدہ دار چنے گئے

کراچی ڈویژن

سرپرست۔ مولانا عبدالحق حقانی۔ امیر مولانا نورالہدیٰ۔ نائب امیر۔ مولانا خان محمد ربانی۔ ۲۔ مولانا کمال الدین ۳۔ مولانا علی محمد قصر قندی ۴ مولانا عبدالحئی۔ ناظم عمومی۔ مولانا عبدالرزاق عزیز۔ ناظم برائے قانونی امور و عوامی مسائل خواجہ شرف الاسلام ایڈووکیٹ۔ ناظم برائے اطلاعات و نشریات محمد فاروق قریشی۔ ناظم برائے تنظیمی و دفتری امور محبوب الرحمٰن۔ ناظم برائے عوامی رابطہ ریاض الدین۔ خازن حکیم جمال دین۔ سالار گل اکبر شاہ۔

کراچی ضلع غربی

سرپرست۔ آغا میاں نور محمد۔ امیر قاری۔ عبدالباعث۔ نائب امیر۔ مولانا عبدالرحمٰن فاروقی ۲۔ مولانا فیض الباری۔ ناظم عمومی محمد عمران شاہ ناظم ۱۔ ارشاد احمد ۲۔ حسن خان۔ سیکرٹری۔ اطلاعات غلام حیدر۔ سالار۔ سلطان محمد۔

کراچی جنوبی۔

سرپرست مولانا جیب الرحمٰن۔ امیر قاری۔ محمد اسماعیل۔ نائب امیر مولوی نور حسین ۲ مولانا عبدالرحمٰن ربانی۔ ناظم عمومی حافظ عبدالقیوم نعمانی۔ ناظم۔ قاری حسین احمد۔ ۲۔ محمد عثمان انوری خازن صوفی عبدالحق۔ سالار۔ رضا محمد بلوچ۔

کراچی شرقی

امیر مولانا غلام صمدانی۔ نائب امیر حاجی مولانا سلطان محمود۔ ۲۔ مولانا یوسف علی ہاشمی ناظم عمومی۔ عبدالباسط مرزا۔ ناظم ۱۔ حاجی عبدالرحمٰن ۲۔ محمد اقبال۔ خازن حافظ محمد اصغر سالار۔ اشرف خان۔

مجلس شوریٰ کراچی

نیز جمعیت علماء اسلام کراچی کے امیر مولانا نورالہدیٰ نے کراچی کے لئے جمعیۃ کی ۳۵ رکنی مجلس شوریٰ کا اعلان کیا ہے جس میں کراچی ڈویژن کے عہدہ داروں اور تینوں اضلاع کے امراء و نظماء عمومی کے علاوہ مندرجہ ذیل حضرات بھی شامل ہیں۔

مولانا محمد ذکریا۔ حاجی محمد حسین کاپڑیا۔ محمد جمیل خان۔ صوفی عبدالحنان، حاجی تاج محمد ڈاکٹر شریف حسین، محمود خان ایڈووکیٹ، قاری شیر افضل خان۔ قاری جنید الرحمٰن، قاضی قطب الدین۔ آغا میاں نور محمد، مولانا نجم عالم حاجی جنت گل، صوبیدار گل عنایت شاہ، مولانا حضرت ولی۔ مولانا یوسف علی ہاشمی۔

نو منتخب مجلس شوریٰ کا اجلاس ۲۹ر جون کو طلب کر لیا گیا ہے جس میں تنظیمی امور پر غور کیا جائے گا۔ دریں اثنا جمعیۃ علماء اسلام کراچی کی ڈویژنل کونسل کے اجلاس میں جو گذشتہ شب عہدہ داروں کے انتخاب کیلئے منعقد ہوا۔ ایک قرارداد کے ذریعہ حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ اسلامی قوانین پر عملدرآمد کی صورت حال کو بہتر بنانے کے لئے انتظامی ڈھانچہ اور عدالتی نظام میں تبدیلی کی جائے۔ اور ہر سطح کی عدالتوں میں جید علماء کو نمائندگی دی جائے۔ ایک قرارداد میں مطالبہ کیا گیا کہ بھٹو دور کے دیگر مظالم کی تلافی اور تحقیقات کے ساتھ ساتھ جنوبی وزیرستان کے صدر مقام وانا پر ہونے والی بمباری کی انکوائری کرائی جائے دارالعلوم وانا اور مرکزی جامع مسجد وانا کو واگذار کیا جائے اور علاقہ کے مذہبی راہنما مولانا نور محمد کو رہا کیا جائے۔ قرارداد میں کہا گیا ہے کہ شمال مغربی سرحد پر کشیدہ صورت حال کے پیش نظر جنوبی وزیرستان کے مذکورہ مسئلہ کے سلسلہ میں فوری قدم اٹھانا ضروری ہے۔

جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی ناظم مولانا زاہد الراشدی نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کارکنوں پر زور دیا کہ وہ جماعتی نظم و نسق کی پابندی کریں اور جماعتی مقاصد کے حصول کے لئے منظم جدوجہد کریں آپ نے بتایا کہ کراچی میں جمعیۃ علماء اسلام کی رکن سازی تیس ہزار پہنچ چکی ہے اور توقع ہے کہ رمضان المبارک کے اختتام تک یہ تعداد دگنی ہو جائے گی۔

افغان مہاجرین کی مدد کرنا اسلامی اصولوں کے مطابق ہے

حضرت درخواستی مدظلہ

گذشتہ روز مدرسہ مخزن دارالعلوم عیدگاہ خان پور میں بی مسجد میں ختم بخاری شریف کی تقریب سعید پر عظیم الشان اجتماع سے جمعیت علماء اسلام کے مرکزی امیر مولانا محمد عبداللہ درخواستی نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ بارہ ربیع الاوّل کو نظام مصطفٰے کا اعلان تو ہوا ہے لیکن ابھی تک اس پر عمل نہیں ہوا جب تک عمل نہیں کیا جائے گا سکون اور امن قائم نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ بات بڑی افسوس ناک ہے کہ ملک کی شرعی عدالتوں نے ہاتھ کاٹنے کی سزا دی تو اپیل پہ ہاتھ کاٹنے کی سزا منسوخ کر دی گئی یہ کتنی حیران کن بات ہے جب کہ شریعت لاء میں فیصلہ کے بعد کوئی اپیل نہیں کی جاتی حضرت امیر مرکزیہ نے فرمایا کہ ملک میں بعض لوگ انتشار کی باتیں کرتے ہیں انہیں انتشار پھیلانے کی بجائے اتحاد و اتفاق کی دعوت دینی چاہیئے جب ملک میں قوم نے اور جماعتوں نے اتحاد کیا تو اتحاد کی برکت کی وجہ سے مسئلہ ختم نبوت یعنی مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا بھٹو جیسے آمر کو اقتدار سے علیحدہ کیا گیا۔ ملک میں نظام مصطفٰے کا اعلان کرایا گیا اب پہلے سے بھی زیادہ اتحاد کی ضرورت ہے کیونکہ اسلامی نظام کے نفاذ پہ عمل کرانا ہے تحریک نظام مصطفٰے میں عوام نے بھی نظام مصطفٰے کی خاطر قربانیاں دی تھیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس وقت ملک میں نئے ٹیکس اور مہنگائی نے عوام میں بے چینی پھیلا دی ہے۔ اس لئے نئے بجٹ میں ٹیکسوں کو ختم کیا جائے۔ ملک میں نوکر شاہی نے عوام کے مسائل کو الجھا رکھا ہے سلجھاتے نہیں ہیں۔ تقریب سعید میں عوام کا بھاری اجتماع تھا۔

عوام پر حضرت کی تقریر کا اثر عجیب تھا ہر آنکھ پرنم تھی رقت کا سماں تھا نعرہ ہائے تکبیر سے فضا گونج رہی تھی اللہ اکبر اللہ اکبر والحمد للہ کثیراً سبحان اللہ بکرۃً واصیلا کا ورد ہو رہا تھا بخاری شریف کی آخری حدیث جب پڑھ رہے تھے تو طلباء اور علماء پر عجب کیفیت طاری تھی حضرت مدظلہ العالی نے فارغ التحصیل طالب علموں کو اپنے دست مبارک سے دستار بندی کرائی اور سند فراغت بھی دعا پر اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

واصو آستانہ

جھنگ:۔ جمعیۃ علماء اسلام ضلع جھنگ کے ناظم نشر و اشاعت چوہدری عقیل ضیاء کی زیر نگرانی واصو آستانہ میں جمعیۃ علماء اسلام کے کارکنوں کا اجلاس عام ہوا۔ جس میں متفقہ طور پر مندرجہ ذیل عہدہ داراں کا چناؤ ہوا چوہدری صاحب نے کارکنوں پہ زور دیا کہ وہ ملک میں اسلامی نظام کے عمل کو مکمل طور پہ جاری و ساری کرنے کے لئے جماعت کو زیادہ منظم و فعال بنائیں اور اتفاق کی فضا کو سازگار بنائیں۔

انتخاب جمیعت واصو آستانہ

۱۔ سرپرست ۔۔۔ حافظ محمد نواز
۲۔ صدر ۔۔۔۔۔۔۔۔ غوث محمد
۳۔ نائب صدر ۔۔۔۔۔۔ میاں حاکم علی
۴۔ نائب صدر دوئم ۔۔۔ ملک محمد اسلم
۵۔ سیکرٹری جنرل ۔۔۔۔ ملک محمد اسماعیل
۶۔ سیکرٹری ۔۔۔۔۔۔ ملک ظہور احمد
۷۔ سیکرٹری نشر و اشاعت۔ حافظ نور احمد
۸۔ خازن ۔۔۔۔۔۔۔ ملک محمد حسین
۹۔ سالار ۔۔۔۔۔ ملک محمد بخش

اراکین مجلس شوریٰ

۱۔ میاں مہدی حیات چیلہ ۔ ۲۔ حاجی سلطان محمود چیلہ ۔ ۳۔ حافظ اللہ بخش ۔ ۴۔ ملک محمد ظفر ۔ ۵۔ حاجی گل محمد ۔ ۶۔ حافظ محمد ابراہیم ۔ ۷۔ میاں محمد ظفر چیلہ ۔ ۸۔ حافظ محمد شفیع ۔ ۹۔ چوہدری محمد دین قمر ۔ ۱۰۔ مولوی محمد حنیف

اجلاس میں عصمت اللہ نیازی اور محمد اقبال نے مطالبہ کیا کہ (۱) واصو آستانہ کے ہائی اسکول میں طلباء کی تعداد کے مطابق اساتذہ کی تعداد بڑھائی جائے (۲) پانچ مرلہ سکیم کے تحت ضرورتمندوں کو آبادی کے قریب پلاٹ دیئے جائیں (۳) ڈسپینسری کا اجرا کیا جائے (۴) احمد پور سیال کے شیخ محمد رمضان کے اصل قاتلوں کو گرفتار کیا جائے

بقیہ اداریہ

نہیں سوچا کہ انہیں بھی عوام سے رابطے کی کوئی سبیل نکالنی چاہیے اور کوئی پروگرام بنانا چاہیے، خود صدر صاحب اگر عوام سے رابطے کے لیے اپنی مصروفیتوں میں سے وقت نکالتے ہیں تو انہیں ملنے نہیں دیا جاتا اور نوکر شاہی عوام کے راستے کی دیوار ثابت ہوتی ہے صدر گرامی منزلت کی کھلی کچہریاں بھی عوام کے لیے بند کچہریاں ہیں اور نوکر شاہی کے اعوان و انصار ہی کو عوام قرار دے کر صدر کے سامنے بٹھا دیا جاتا ہے جیسا کہ صدر کے حالیہ دورۂ بلوچستان کے دوران ہوا کہ نوکر شاہی نے، صدر کو یہ باور کرا دیا کہ بلوچستان کے عوام بلدیاتی انتخابات کے جواز کا پروانہ آپ کو دے رہے ہیں

مفتی محمود کے دورہ مشرق وسطیٰ کی رپورٹ آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں

صادق آباد

گذشتہ روز جمعیۃ علماء اسلام صادق آباد کا انتخابی اجلاس زیر صدارت ناظم ڈویژنل انتخابات جمعیۃ علماء اسلام ہوا۔ اجلاس میں کثرت رائے سے درج ذیل عہدیدار منتخب ہوئے۔

صدر ۔ ۔ ۔ حضرت مولانا مفتی غلام حیدر
نائب صدر اول ۔ حکیم نادر خان ۔
نائب صدر دوم ۔ حافظ منور حسین ضیاء
جنرل سیکرٹری ۔ ۔ رانا محمد سرور
جائنٹ سیکرٹری ۔ عبد الرؤف
سیکرٹری اطلاعات ۔ میاں محمد نسیم
سالار ۔ ۔ ۔ ۔ میاں غلام رسول

آخر میں حضرت مولانا غلام ربانی صاحب نے دعا مانگی ۔

انتخاب شجاع آباد

امیر ۔ ۔ ۔ جناب قاری نظام الدین صاحب
نائب امیر اول ۔ مولانا عبد الرشید صاحب
نائب امیر دوئم ۔ حکیم محمد قاسم صاحب
ناظم اعلےٰ ۔ شیخ عبد الرحمٰن صاحب
نائب ناظم ۔ مولوی مشتاق احمد صاحب
سیکرٹری نشر و اشاعت ۔ ڈاکٹر محمد فاروق ریاض ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
خازن ۔ ۔ ۔ منشی اعظم خان
سالار ۔ ۔ جناب محمد حنیف صاحب

حمزہ رشکئی کا انتخاب ۔

نوشہرہ ۔ جمعیت علماء اسلام حمزہ رشکئی کا ایک انتخابی اجلاس زیر صدارت مولانا محمد اعظم خطیب جامع مسجد حمزہ رشکئی منعقد ہوا ۔ اور درج ذیل انتخاب عمل میں آیا ۔

امیر ۔ ۔ ۔ ۔ مولانا شہسوار صاحب
نائب امیر ۔ ۔ ۔ مولانا محمد اعظم صاحب
ناظم اعلیٰ ۔ ۔ ۔ شمس الرحمان "
خازن ۔ ۔ ۔ ۔ حاجی عبد الکریم صاحب
ناظم ۔ ۔ ۔ ۔ حاجی غلام حیدر صاحب
نائب سالار ۔ ۔ ۔ حاجی درانی صاحب

بارہ بانڈہ کا انتخاب

نوشہرہ ۔ جمعیت علماء اسلام بارہ بانڈہ کا ایک انتخابی اجلاس گذشتہ روز مولانا ۔ ۔ شیر حسن صاحب منعقد ہوا ۔ جس میں درج ذیل عہدیدار متفقہ طور پر منتخب کئے گئے ۔

امیر ۔ شیخ الحدیث قاضی سید حبیب صاحب فاضل دیوبند ۔
نائب امیر ۔ ۔ ۔ مولانا شیر حسن صاحب
ناظم اعلیٰ ۔ ۔ ۔ شیخ الحدیث مولانا ۔ فضل معبود فاضل دیوبند ۔
ناظم ۔ ۔ ۔ ۔ قاضی گل حبیب
ناظم نشر و اشاعت ۔ ذوالنون صاحب
نائب سالار ۔ ۔ سلیم شاہ صاحب

کوثر یان کا انتخاب

نوشہرہ ۔ جمعیت علماء اسلام کوثریان کا ایک انتخابی اجلاس گذشتہ روز مولانا محمد سلیمان صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا ۔ اجلاس میں درج ذیل عہدیدار منتخب کئے گئے ۔

امیر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مولانا علی حیدر صاحب
نائب امیر ۔ ۔ ۔ مولانا محمد سلیمان "
ناظم اعلیٰ ۔ نمبردار ملک انار گل صاحب
ناظم ۔ ۔ ۔ مولانا امین الحق صاحب
ناظم نشر و اشاعت ۔ مولانا نوران شاہ
خازن ۔ ۔ ۔ ۔ نصیر احمد صاحب
نائب سالار ۔ انصار الاسلام "
امیر ۔ ۔ ۔ ۔ غوات شاہ صاحب

ضروری ہدایت

جمعیت علماء اسلام بہاولپور ڈویژن کے کنوینر مولانا محمد یوسف نے کارکنوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ انتخاب کراتے وقت نظم و نسق کا خیال رکھیں اور متفقہ طور پر انتخاب کرنے کی کوشش کریں کثرت رائے کی صورت میں ہاتھ کھڑے کر کے یا بیلٹ پیپر کے ذریعہ انتخاب کرائیں ۔

سانحۂ ارتحال

حافظ منور حسین ضیاء نائب صدر جمعیت علماء اسلام کی اہلیہ محترمہ بقضائے الٰہی فوت ہو گئی ہیں ۔

حافظ صاحب کی اہلیہ کی وفات پر حضرت مولانا مفتی غلام حیدر امیر جمعیۃ علماء اسلام حضرت مولانا مشتاق احمد صاحب حکیم نادر خان نائب امیر ۔ رانا محمد سرور جنرل سیکرٹری ۔ میاں محمد نسیم ناظم نشر و اشاعت عبد الرؤف رانا انوار الحق باری نے نہایت رنج و غم کا اظہار کیا ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین

نواب شاہ شہر کے انتخاب

گذشتہ دنوں ایک اجلاس بعد نماز عشاء زیر صدارت جناب مولانا حضرت عبد الحئی صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام نواب شاہ دفتر جمعیت علماء اسلام سکرنڈ روڈ منعقد ہوا شہری ارکان کے علاوہ حیدر آباد کے جناب حاجی کرامت اللہ صاحب اور مرکزی ناظم اطلاعات جمعیت علماء اسلام پاکستان حضرت مولانا زاہد الراشدی نے بھی شرکت فرمائی ۔ اجلاس کی کاروائی تلاوت کلام پاک سے شروع ہوئی حافظ سرور صاحب نے تلاوت فرمائی ۔ جناب حضرت مولانا قائم الدین صاحب ضلعی ناظم عمومی اور جناب مولانا عبد الحئی صاحب امیر شہر جمعیۃ علماء اسلام نواب شاہ نے تقاریر کیں اسکے بعد کارکنان شہر نے اتفاق رائے سے مندرجہ ذیل حضرات کو شہر نواب شاہ کے لئے عہدہ داروں کا چناؤ کیا

۱۔ سرپرست ۔ جناب حضرت مولانا دوست محمد صاحب خطیب جامع مسجد کبیر ریلوے نواب شاہ
۲۔ امیر ۔ جناب حضرت مولانا عبد الحئی صاحب بروہی ۳ ۔ نائب امیر اول ۔ جناب مولانا ۔ محمد صادق صاحب وارڈ نمبر ۱ والے ۔ ۴ ۔ نائب امیر دوئم ۔ جناب حاجی عبد الغفور صاحب قریشی وارڈ نمبر ۲ غریب آباد والے ۔ ۵ ۔ ناظم عمومی ۔ جناب عبد الوہاب صاحب عرف

یہ تو نہیں۔ کہ چند دلوں کے بعد "سیکولرزم" کا نعرہ بلند کیا جا رہا ہے حافظ حسین احمد نے امید ظاہر کی ہے کہ یہ لیڈر اب کم از کم اپنے دستور کا ہی خیال رکھیں گے۔ اور اپنی توانائیوں کو اسلام اور ملک کے لئے وقف کریں گے۔ رب العزت تمام مسلمانوں کو صحیح راہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

لیاقت آباد :۔

جمعیت علماء اسلام لیاقت آباد کے انتخابات

گذشتہ دنوں جمعیتہ علماء اسلام لیاقت آباد کے کارکنوں کا اجلاس دفتر جمعیت علماء اسلام میں منعقد ہوا اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے جمعیتہ علماء اسلام کے ممتاز رہنما مولانا محمد ذکریا نے کارکنوں پر زور دیا کہ وہ متحد و منظم ہو کر لادینی قوتوں کے خلاف صف آرا ہو جائیں اور اپنے آپ کو اسلامی سانچے میں ڈھال کر اسلامی قوانین کی کامیابی کی جدوجہد کو تیز تر کر دیں۔ بعد ازاں مولانا ذکریا کی زیر نگرانی میں جمعیتہ علماء اسلام۔ لیاقت آباد کا انتخاب عمل میں آیا۔

سرپرست۔ مولانا محمد حسین صاحب فاضل دیوبند خطیب جامع الصفاء۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

امیر :۔ مولانا عبدالحئی خطیب جامع مسجد دارالسلام بلاک ۱۰۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

نائب امیر۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سعید اللہ صاحب

نائب امیر دوم۔ ۔ ۔ محمد خلیل صاحب

ناظم اعلیٰ ۔ ۔ ۔ ۔ محمد صدیق میرٹھی

ناظم ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سلیم اقبال۔

نائب ناظم ۔ ۔ ۔ ۔ عبداللطیف قریشی

سیکرٹری نشر و اشاعت۔ محمد غیاث الدین قریشی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

خازن ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ حافظ ظفر صاحب

سالار۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ محمد سلطان قریشی

نائب سالار۔ ۔ ۔ ۔ محمد شریف

ہزارہ ڈویژن کا دورہ

گذشتہ دنوں سالار اعلیٰ ہزارہ ڈویژن انصار اسلام (جمعیت علماء اسلام) مولوی۔ محمد یونس نے ہزارہ ڈویژن کا دورہ مکمل کر لیا انہوں نے ہری پور میں سالار تحصیل ہری پور صوفی فرید صاحب سے ملاقات کی۔ بعد ازاں وہ سردار گل خطاب ضلع ایبٹ آباد کے سالار اعلیٰ سے ملے اس کے علاوہ ایبٹ آباد مولانا شفیق الرحمان اور مولانا ولی الرحمان سے بھی ملے اور انصار السلام کی تنظیم کے بارے میں بات چیت کی۔ بعد ازاں وہ ضلع مانسہرہ میں نواز خان انصار السلام ضلع مانسہرہ کے سالار سے ملے۔ اور تنظیمی امور پر بات چیت ہوئی۔ انہیں اس دورہ کے بارے میں سالار اعلیٰ صوبہ سرحد صاحبزادہ خالد جان نے حکم دیا تھا

بقیہ

اور تملیک اس وقت ہوگی جب مال مستحق کے قبضہ میں چلا جائے گا۔

اگر کسی نے اتنی رقم جمع کر لی کہ جس پر زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے مگر اس کا خیال اس رقم سے رہائش کے لئے مکان خریدنے کا ہے یا کوئی اور غرض ہے تو اگر اس رقم پر سال گذر جائے تو زکوٰۃ واجب ہوگی ورنہ نہیں۔

زکوٰۃ قمری سال سے واجب ہوتی ہے

اور عام طور پر تجارتی ادارے شمسی سال سے اپنا حساب کتاب رکھتے ہیں اور شمسی سال دس روز بڑا ہوتا ہے مناسب یہ ہے کہ صاحب مال اپنا حساب قمری مہینوں کے مطابق رکھے بصورت دیگر سال بھر کے ساتھ دس روز کی زکوٰۃ زائد نکالنا ہوگی۔

عورتوں کے پاس اگر ایسے زیورات ہوں جو فروخت کے لئے نہیں ہیں۔ تو ان پر بھی زکوٰۃ فرض ہے۔ کیونکہ سونا چاندی مال نامی میں شامل ہے (ہدایہ)

زیورات کی زکوٰۃ کا طریقہ یہ ہے کہ اُن کا وزن کر کے چالیسواں حصہ زکوٰۃ ادا کرے۔ گویا زکوٰۃ میں وزن کا اعتبار ہے قیمت کا نہیں ہے۔ اگر کوئی روپے سے زکوٰۃ ادا کرے۔ تو زکوٰۃ ادا کرتے وقت بازار کے بھاؤ سے نکالے۔

سونے کا نصاب زکوٰۃ ساڑھے سات تولہ ہے۔ اور چاندی کا ساڑھے باون تولہ ہے۔ سال گزرنے پر زکوٰۃ واجب ہوگی اگر کسی نے سامان اپنے واسطے لیا تھا مگر مگر اُس کا ارادہ فروخت اور کاروبار کا ہو گیا۔ تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی نیت وہ معتبر ہے جو مال لینے وقت ہو اور لیتے وقت نیت تجارت کی نہ تھی۔

دوکان میں الماریاں یا فرنیچر وغیرہ ہو۔ تو اُس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ اگر تجارت مقصود ہو تو زکوٰۃ واجب ہے اسی اگر پرنٹنگ پریس، کارخانوں اور ملوں وغیرہ میں جو مشینیں لگی ہوئی ہوں وہ بھی تجارت نہیں۔ اُن پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے

اگر مشینیں تجارت کی غرض سے خریدی ہوں۔ اور تجارت کی غرض سے ہوں۔ کہ فروخت کریں گے۔ تو ان پر بھی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (ہدایہ درمختار)

بقیہ

مستحق ہیں۔ جن کی بے داد مغزی نے اسلامیات کے پروفیسروں اور طلبا کے قتل پر احتجاج کر کے یونیورسٹی کو بند کر دیا۔

گذشتہ دنوں کابل یونیورسٹی کے فیکلٹی آف شریعت اور قضا حقوق کے شعبہ جات کو اشتراکی حکومت نے ختم کر کے وہاں مارکسزم کا اجرا کیا فیکلٹی آف شریعت کے ایک سینئر پروفیسر روح اللہ حکومت کے مظالم سے تنگ آ کر پشاور ہجرت کر آئے ہیں۔ اُنہوں نے ترکئی حکومت کی روس نواز پالیسی کو عالم اسلام کے لئے ایک اہم مسئلہ قرار دیتے ہوئے افغان مجاہدین کے ساتھ تعاون کرنے کی اپیل کی ہے۔

دعاء صحت

جناب محمد زاہد ملبد شہری منیجر ادارہ ترجمان اسلام گزشتہ ایک ماہ سے صاحب فراش ہیں۔ قارئین ترجمان اسلام سے درخواست ہے کہ زاہد صاحب کی جلد صحت یابی کے لئے دعا کریں۔ ادارہ۔

عزم نو کا اسلامی نظام تعلیم نمبر چھپ کر دفتر پہنچ گیا

لنگر کسی (مری) کے تربیتی اجتماع کو کامیاب بنائیں

(ظہیر میر)

جمیعتہ طلباء اسلام پاکستان کا جماعتی آرگن عزم نو کا اسلامی نظام تعلیم کا نمبر چھپ کر دفتر پہنچ گیا ہے تمام جماعتی کارکن اس کی خریداری میں تعاون فرمائیں۔ سالانہ خریداروں کو بمع ڈاک خرچ 15 روپے میں دیا جائے گا۔ ایجنٹ حضرات اور خواہشمند خریداروں کو 3 روپے فی پرچہ کے حساب سے دیا جائے گا۔

جمیعت طلباء اسلام پنجاب کے صدر ظہیر میر نے جمیعتہ کے تمام کارکنوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ دوسرے صوبائی تربیتی اجتماع کو کامیاب بنانے کے لئے زیادہ سے زیادہ تعداد میں شرکت کریں۔ یہ اجتماع ۴ تا ۶ جولائی کو لنگر کسی (مری) میں منعقد ہوگا۔

ضلع ژوب بلوچستان

جمیعتہ طلباء اسلام ضلع ژوب کی مجلس عمومی کا ایک انتخابی اجلاس جمال الدین کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں ضلعی انتخاب عمل میں لایا گیا۔ انتخاب درج ذیل ہے۔

سرپرست اول : مولانا محمد خان شیرانی
" دوم : مولانا عبدالحی "
صدر : جمال الدین
نائب صدر : محمد فاروق
جنرل سیکرٹری : نذر محمد صاحب
جوائنٹ سیکرٹری : نصیب خان

سیکرٹری نشر و اشاعت سید اجمل شاہ
خازن " " " نعمت اللہ قریشی

انتخاب تحصیل ژوب

سرپرست اول : مولانا نور محمد
سرپرست : مولانا غلام نبی
صدر : عبدالخالق
نائب صدر : شیر حیدر
جنرل سیکرٹری : شیخ محمد ایوب
جائنٹ سیکرٹری : شائستہ خان
سیکرٹری نشر و اشاعت : اسرائیل خان
خازن : غلام نبی
آفس سیکرٹری : رحیم داد

انتخاب گورنمنٹ کالج چارسدہ

صدر : صاحبزادہ الیاس خان
نائب صدر : محمد عیسیٰ خان
ناظم عمومی : واحد گل
ناظم : کمال شاہ
ناظم شعبہ اشاعت عزیز گل تبسم

گورنمنٹ کامرس کالج ڈیرہ اسماعیل خان

جمیعتہ طلباء اسلام کالج یونٹ کے کارکنوں کا ایک اجلاس کالج متعلقہ میں ہوا جس میں ایک کنوینگ باڈی تشکیل دی گئی
کنوینگ باڈی : شیخ محمد ایاز
" " : عبدالستار ستاری

انتخاب گورنمنٹ ہائی سکول سورکوٹ

صدر گلزار احمد
ناظم عمومی محمد فاروق طارق
ناظم نشر و اشاعت عبدالستار ندیم
مالیات شبیر احمد

ٹوبہ ٹیک سنگھ

جمیعت طلباء اسلام ٹوبہ ٹیک سنگھ کے کارکنوں کا اجلاس جامعہ عثمانیہ پیرمحل میں حافظ عبداللطیف عثمانی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں کام کو تیز کرنے کے لیے ایک ورکنگ کمیٹی تشکیل دی گئی

متوجہ ہوں

جمیعتہ طلباء اسلام ضلع لاہور کا ماہنامہ ترجمان طلبہ چھپ کر دفتر میں پہنچ چکا ہے خریداری کے لئے مندرجہ ذیل پتہ پہ رجوع کریں۔ اس کا سالانہ چندہ دس روپے ہے۔ فی پرچہ ایک روپیہ۔

غلام صدیق فاروقی ۱۱/۸ شاہ عالم مارکیٹ۔ لاہور

تحریر: بدرالدین احمد قریشی دارالعلوم کراچی

دینی مدارس کی حفاظت کے لئے اتحاد ہو سکتا ہے!

اسلامی نظام کے نفاذ کیلئے اتحاد نہیں ہو سکتا ہے

۸- جولائی کا دن تھا- اور ۹ کی رات تھی- تقریباً ایک بجنے والا تھا- اس سے قبل مولانا عبدالمجید ندیم نے خطاب کیا- ان کے خطاب کے دوران جب حضرت مفتی صاحب تشریف لے آئے تو ایسا محسوس ہوتا تھا- کہ لوگ مفتی صاحب کو سننے کے لئے بے چین ہیں اور لوگوں کی آنکھیں حضرت مفتی صاحب کے نورانی چہرے پر لگی ہوئی تھیں- خدا خدا کر کے ایک بجے کے قریب حضرت مفتی صاحب کی تقریر کا آغاز ہوا- جامعہ فاروقیہ کا لان مجمع سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا جب حضرت مفتی صاحب نے تحریر کا آغاز کیا تو لوگ اس طرح خاموش ہو گئے- گویا کہ یہاں پر مفتی صاحب کے علاوہ کوئی ذی رُوح ہے ہی نہیں

حضرت مفتی صاحب نے خطبہ مسنونہ کے بعد نہایت درد بھرے الفاظ میں یوں فرمایا محترم علمائے کرام، میرے بزرگو اور دوستو اور عزیز بھائیو- رات کا بیشتر حصہ گزر چکا ہے بلکہ تاریخ بھی بدل چکی ہے ایسے وقت میں میں آپ کی خدمت میں کیا عرض کر ڈل- سوچتا ہوں مگر سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کو کیا بتا سکوں گا- ملکی حالات ملکی مسائل، پیچیدگیاں، مسلمانوں کے مسائل اور مذہبی فرقوں کے اختلافات کون سا مسئلہ ہے جس کا ذکر کرنا ضروری نہ ہو پھر فرمایا-

تن ہمہ داغ داغ شد
پنبہ کجا کجا نہم

بہر حال یہ اجتماع ایک دینی درسگاہ کا اجتماع ہے- یہ اجتماع جامعہ فاروقیہ کے زیر اہتمام سے منعقد ہو رہا ہے- مدارس عربی اور دینی مدارس کہا جاتا ہے یہ اس نہج پر دین کی خدمت کر رہے ہیں- درحقیقت انگریز کے دور میں جب انگریز نے یہاں پر برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کو غلام بنایا- اور یہ خطرہ محسوس ہوا- کہ اب دین اور دینی علوم کی حفاظت مشکل ہو گی- ناممکن ہو گی-

نیز ہمارے مشائخ نے ہمارے اسلاف نے اس وقت محسوس کیا کہ اگر دینی علوم کے تحفظ کے لئے اس وقت کوئی منصوبہ تیار نہ کیا گیا اور انگریز پوری قوت کے ساتھ دینی علوم کو برباد کرنے میں مصروف رہا- تو بہت جلد اس ملک میں دینی علوم کا خاتمہ ہو جائے گا- اور اسلامی علوم کے خاتمہ سے اسلام بھی خطرے میں پڑ جائے گا- اس خطرے کو محسوس کیا گیا اور اس خطرے کو محسوس کرتے ہوئے دینی مدارس کی بنیاد رکھی گئی- سب سے پہلے دیوبند میں دارالعلوم کی بنیاد رکھی گئی- پھر ملک کے اطراف و اکناف میں مدارس پھیلتے گئے- مجھے یقین ہے اور آپ بھی مجھ سے اتفاق کریں گے- کہ اگر یہ مدارس انگریز کے ڈیڑھ سو سالہ ظالمانہ حکومتی دور میں دین کے علوم کی بقا کے لئے خدمات سر انجام نہ دیتے تو آج برصغیر پاک و ہند میں شاید ہی اسلام کا نام لیوا کوئی موجود ہوتا- کیا آپ کے سامنے اسپین کی مثال نہیں- قرطبہ اور غرناطہ کی درسگاہیں آٹھ کروڑ مسلمانوں کا وہ عظیم ملک جسے صلیبی طاقتوں نے اس طرح تباہ کر کے رکھ دیا- کہ آج پورے اسپین میں ایک بھی مسلمان نہیں- بہر حال ہماری دعائیں ہیں- کہ اللہ تعالےٰ ہمارے ان اکابرین پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے (آمین) جنہوں نے یہ بنیادیں رکھ کر بقا کا سامان فراہم کیا ہے

میرے محترم دوستو، اس عالم میں، بے کسی کے عالم میں بھوک اور افلاس کے عالم میں بے سرو سامانی کے عالم میں بچوں کو اکٹھا کر کے مسلمانوں کے بچوں کے دلوں میں قرآن اور حدیث کی محبت کی شمع روشن کی اور صرف یہ نہیں کہ اسلاف کے علوم کو باقی رکھا- بلکہ غلامی کے دور میں اسلامی علوم میں ایک اہم اضافہ بھی کیا- حدیث کی وہ شرحیں لکھی گئیں- کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ شاید اسلاف کے دور میں بھی اس قسم کی شرحیں نہیں لکھی گئیں- میرے محترم دوستو، علماء موجود ہیں- ہمارے اس دور میں حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوری رحمۃ اللہ نے سنن ابی داؤد کی شرح لکھی- بذل المجہود کے نام سے ایسی شرح کہ میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ امام ابوداؤد نے جس وقت سے سنن کی تصنیف فرمائی- اس کے بعد سے

تک ایسی شرح کسی نے نہیں لکھی اور ایک نہیں صحیح بخاری پر لکھا گیا۔ صحیح مسلم پر جامع ترمذی پر موطا امام مالک پر اور امام طحاوی کی کتاب پر، تمام کتابوں پر ضخیم شرحیں لکھیں۔ اور ایک ایسا اضافہ ہوا کہ اس اضافہ پر ہم فخر کر سکتے ہیں۔ اور اضافہ کرنے والوں کے لئے دعا بھی۔

میرے محترم دوستو۔ میں تو یہ صفائی کے ساتھ کہتا ہوں کہ پاکستان بن جانے کے بعد ہمارا یہ خیال تھا۔ کہ اب پاکستان میں اسلامی علوم کی حفاظت، پاکستان کی حکومت کی ذمہ داری ہوگی۔ انگریز سے ہمیں کوئی شکایت نہیں وہ دین کا دشمن تھا۔ ملک و ملت کا دشمن تھا۔ دشمن سے کیا شکایت کی جا سکتی ہے۔ لیکن پاکستان بن جانے کے بعد خیال یہی تھا۔ کہ اب لازماً اسلامی علوم کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی اور اب ہم بھیک مانگنے سے لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے محفوظ ہو جائیں گے۔ یہ خیال تھا۔ لیکن اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔ تیئیس سال سے ہم اسی مقام پر ہیں۔ مخیر مسلمانوں نے جس طرح ان مدارس اور دینی درسگاہوں کی خدمت کر کے انہیں باقی رکھا۔ آج بھی وہی لوگ ان مدارس کو چلا رہے ہیں۔ عجیب بات ہے کہ پاکستان کی حکومت اور تیئیس سالہ مختلف حکومتیں وہ مجھے یہ بتا سکتی ہیں۔ کہ انہوں نے ان مدارس پر اپنے بجٹ میں سے کوئی رقم مختص کر کے خرچ کی۔ تعلیم پر تو کروڑوں روپے اس ملک کے بلکہ اربوں روپے ہر سال خرچ ہوتے ہیں۔ اس میں ان مدارس کا حصہ کتنا ہے وضاحت سے کہا جائے۔ کہ یا تو حکومتوں کے نزدیک اسلامی علوم علوم نہیں۔ یہ تعلیم گاہیں تعلیم گاہیں نہیں۔ قرآن و حدیث پڑھانا یہ تعلیم کے شمار میں نہیں آتا۔ یا تو یہ فیصلہ کریں یا پھر یہ بتائیں کہ ان تعلیم گاہوں میں جو بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں وہ پاکستانی نہیں غیر ملکی ہیں۔ اگر ان تعلیم گاہوں میں پڑھنے والے بچے بھی پاکستانی ہیں اور ان درسگاہوں میں جہاں قرآن و حدیث کی تعلیم دی جاتی ہے یہ بھی علوم ہیں اور اہم علوم ہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ اربوں روپے کالجوں پر سکولوں پر اور یونیورسٹیوں پر خرچ کئے جا رہے ہیں لیکن ہمارے کسی بجٹ میں ایک پیسہ بھی ان درسگاہوں کے لئے مختص نہیں کیا جاتا۔ اس کی وجہ کیا ہے؟

میرے محترم دوستو ہمارے ساتھ ایک مدبیشی نے جو سلوک کیا تھا۔ ہم اپنی گورنمنٹ سے یہ توقع کیسے کر سکتے تھے۔ لیکن ہمارے ساتھ ہوا! بسا اوقات ایسا ہوا۔ کہ مختلف حکومتوں نے ایوب خاں کے دور میں بھٹو کے دور میں یہ ارادہ تھا۔ کہ ان تمام درگاہوں کو مکمل طور پر سرکاری تحویل میں لے لیا جائے میرے محترم دوستو نیشنلائز کرنے کا یہ خیال جیسے کارخانے نیشنلائز ہوئے اور حقیقت یہ ہے کہ جو کارخانے نیشنلائز ہوئے وہ ختم ہو گئے۔ جو کارخانہ بڑا یا چھوٹا، جب حکومت کی تحویل میں چلا جاتا ہے اور حکومت کے اہل کار اس کے مالک بن جاتے ہیں، ذمہ دار بن جاتے ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ یہ افسر شاہی کتنی دیانت دار ہے۔ اور کتنے امانت دار ہیں۔ کارخانہ انکی تحویل میں آنے کے بعد اس کے پرزے بھی بیچ کھاتے ہیں۔ اور چند سالوں کے بعد کارخانہ ختم ہو جاتا ہے۔ میں جب صوبہ سرحد کا وزیر اعلیٰ تھا۔ اس سال گورنمنٹ ٹرانسپورٹ صوبہ سرحد کی تقریباً ساڑھے چار سو بسیں تھیں۔ نئی نئی بسیں اچھے اچھے روٹ ان کو ملے ہوئے تھے۔ لیکن اس سال چھبیس لاکھ روپے کا خسارہ ہوا۔ ایک دیہاتی قسم کی بس ہو۔ تو تین چار گھرانے پلتے ہیں۔ گذارہ کرتے ہیں لیکن ساڑھے چار سو بسیں ان میں ۲۶ لاکھ روپے کا خسارہ ہوتا ہے اور میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ میں ان بسوں کو نیلام کر کے اس ٹرانسپورٹ کو ہی ختم کر دوں۔ یہ خسارے کون برداشت کر سکتا ہے۔ نئی نئی بسوں کے پرزے بیچ دیتے ہیں۔ اور اگر ڈرائیور اور کنڈیکٹرز ساتھ ہوتے تو جو کرایہ ہوتا وہ ان کی جیب میں چلا جاتا اور نئی بس ایک سال نہیں گزار سکتی تھی کہ بیکار کھڑی ہو جاتی تھی۔ یہ برکت تھی نیشنلائزیشن کی اور تجربہ کے ساتھ ثابت ہے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ کہ وہ کارخانے جو نیشنلائز ہو چکے ہیں۔ وہ اب بیکار پڑے ہیں یا خسارے میں چل رہے ہیں۔ اسکی وجہ صرف یہ ہے کہ ہمارے بیوروکریس بددیانت ہیں۔ اور ان کی بددیانتی کا عالم یہ ہے کہ موجودہ حکومت نے ان کے خلاف قرطاس ابیض شائع کیا کئی قسطوں میں۔ قرطاس ابیض میں نام لیا گیا کہ فلاں، نام کے ساتھ اس نے کیا کیا خرابیاں کیں۔ کیا کیا بددیانتی کی۔ کیا دھاندلی کی۔ دستاویزی ثبوت پیش کئے گئے لیکن اس کے باوجود دندناتے پھر رہے ہیں کسی کے خلاف کوئی احتساب کوئی محاسبہ آج تک نہیں ہوا۔ ہر فرد اپنے مقام پر بیٹھا ہے۔ اگر آپ کے دینی مدارس بھی ایسے لوگوں کے حوالے کر دیں تو ان کا حال بھی ان کارخانوں سے مختلف نہیں ہوگا۔ بڑے زور و شور کے ساتھ تحریکیں چلیں کہ سرکاری تحویل میں لئے جائیں لیکن ہم نے مزاحمت کی اور ہم نے یہاں تک کہا کہ اگر تم نے زبردستی ہمارے یہ مدارس تحویل میں لے لئے تو ہم کھلے میدان میں پڑھائیں گے۔

میں نے ایوب خاں سے کہا کہ دیکھو مدرسہ اس بلڈنگ کا نام نہیں۔ مدرسہ استاد شاگردوں کے اجتماع کا نام ہے اگر وہ کسی درخت کے سایہ کے تلے جمع ہو جائیں تو درخت مدرسہ ہے۔ اگر کسی چھپر میں جمع ہو جائیں تو چھپر مدرسہ ہے۔ لے لو یہ عمارتیں واپس لے لو ہم نے ان شاء اللہ عہد کیا ہوا ہے۔ کہ ہم گورنمنٹ کی ملازمت نہیں کریں گے۔ ہم جھونپڑی میں اور درختوں کے سایہ کے نیچے بیٹھ کر پڑھائیں گے۔ اور

اور مدرسے چھپروں میں منتقل ہو جائیں گے۔ تم کس طرح ان مدارس کو چلا سکتے ہو۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ سیاسی طور پر علماء کے وجود کو برداشت نہیں کر سکتے۔ یہ چاہتے تھے کہ علماء پیدا ہی نہ ہوں۔ اور اگر پیدا ہوں تو وہ ہمارے غلام اور ہمارے سامنے جھکنے والے ہوں وہ یہ چاہتے تھے۔ ہم نے ایسا نہیں کرنے دیا۔ اس وقت موجودہ حکومت نے ایک اور طریقہ ان مدارس کو بے کار کرنے کے لئے ایجاد کیا ہے۔ یہ کہتے ہیں ہم تحویل میں نہیں لیں گے۔ صرف یہ کرتے ہیں کہ انہیں کار آمد بنائیں گے۔ اور ان کی مدد کریں گے۔ ان میں سے جو فضلاء نکلتے ہیں یہ کسی کام کے نہیں یہ محض بے کار قسم کے لوگ نکلتے ہیں۔ اس لئے ان کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ اور دینی علوم کے ساتھ ساتھ عصری علوم، زمانے کے علوم انگریزی، تاریخ سائنس وغیرہ علوم بھی انہیں پڑھائے جائیں گے۔ ایک مخلوط قسم کا نصاب تیار کیا جائے۔ تاکہ ان مدارس میں وہی نصاب پڑھایا جائے جو گورنمنٹ کا تیار کردہ ہو پھر اس کے بعد انہیں حکومت کی سند ملے گی یہ گریجویٹ ہوں گے۔ ایم اے ہوں گے۔ اور انہیں ملازمت میں لیا جائے گا۔ امداد دینے کی ترغیب، ملازمتوں کی رشوت سامنے رکھ کر حکومت ان مدارس میں مداخلت کرنا چاہتی ہے اور ایک دینیات کی نصاب کمیٹی بنائی اس کمیٹی میں ایسے لوگ تھے جن پر ہمیں اعتماد نہیں تھا۔ میں نے اس پر احتجاج کیا۔ اور میں نے کہا کہ مدارس عربیہ کا ایک وفاق موجود ہے۔ وفاق المدارس العربیہ کے نام سے وہ اکثر و بیشتر مدارس کا نمائندہ وفاق ہے جس سے تقریباً چار سو کے قریب مدارس ملحق ہیں اس وفاق کا نمائندہ ہو گا۔ ورنہ اگر آپ کوئی نصاب بنائیں گے تو ہم مدارس میں قبول نہیں کریں گے۔ آخر ہمارے وفاق کے بھی میرے اصرار کے بعد نمائندے لئے گئے۔ میٹنگیں ہوتی رہیں۔ نتیجہ وہی ہوا کہ جس نصاب کی ممانعت کی گئی ہے۔ اس لئے وفاق المدارس کے جو نمائندے وہاں موجود تھے۔ جن کے میں نے وہاں نام دیئے تھے وہ ہر میٹنگ میں شریک رہے انہوں نے اس پر اختلافی نوٹ لکھ کر اس کو حکومت کے حوالے کر دیا۔ ہم نے اتفاق نہیں کیا اور میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ نصاب جس کو اس کمیٹی نے طے کیا ہے اور اس میں وفاق المدارس کے نمائندے نے اختلافی نوٹ لکھا ہے اگر اس نصاب کو مدارس پر مسلط کیا گیا تو ہم اسے قبول نہیں کریں گے یہ ہمارا فیصلہ ہے ہم چاہتے ہیں کہ علماء پیدا ہوں۔ راسخ العلم علماء جو اسلاف کے نقش قدم پر چلنے والے ہوں دینی صلاحیت رکھتے ہوں۔ ہمارا مقصد تو ختم ہو جاتا ہے پھر ملازمت کے پیچھے بھاگنے والے لوگ پیدا ہوں گے۔ غرض یہ ہے کہ انہیں ہمارے وفاق المدارس کے تین سو فضلاء ہر سال کامیاب ہوتے ہیں اور وفاق المدارس کے علاوہ دوسرے مدارس میں بھی کم و بیش دو سو آدمی کامیاب ہوتے ہیں۔ ۵ سو آدمی سالانہ ہمارے مدرسوں سے فارغ التحصیل ہوتے ہیں۔ انہیں ان پانچسو کی تو فکر ہے لیکن وہ لاکھوں بچے جو کالجوں سکولوں میں تباہ ہو جاتے ہیں وہ بچے یہ نہیں سمجھتے کہ دین کیا ہے وہ نہ قرآن سے واقف نہ حدیث نبوی ﷺ سے واقف نہ دین کے مبادی سے واقف وہ جو لاکھوں انگریز کی تہذیب و ثقافت میں ڈھلتے جا رہے ہیں۔ انہیں ان کی کوئی فکر نہیں کہ وہ تباہ ہو رہے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ ۵ سو تباہ ہو رہے ہیں ان کی فکر ہے لاکھوں کی فکر نہیں۔ ہمیں لاکھوں کی فکر ہے۔

۵ سو آدمی ان کی تمہیں اس طرح ضرورت ہے کہ ہمارے مدارس ہوں۔ مدرسوں کی ہماری ضرورت ہے مفتیوں کی ضرورت ہے۔ خطیبوں کی ضرورت ہے مبلغوں کی ضرورت ہے۔ ان پانچسو کو تو ہمارے ہاں اتنی کھپت ہے کہ ہمیں اور چاہئیں۔ اس لئے یہ جو ہمارے کار آمد ہیں۔ کوئی ضائع نہیں وہ تمہارے ہاں لاکھوں آدمی ضائع ہوتے جا رہے ہیں۔ دین سے عاری ان کی فکر کرو۔ ان پانچسو کی فکر مت کرو۔

میں عنقریب وفاق المدارس کی مجلس عاملہ کی رسمی میٹنگ بھی اس رجب کے مہینے میں بلانے والا ہوں اور انشاء اللہ ہم حتمی فیصلہ کر کے حکومت کو بھیج دیں گے میرے محترم دوستو، ایک مدرسہ جو دین کی خدمت کرتا ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہ خدمت تمہارے ہاں نہیں ہوتی۔ کالجوں میں نہیں ہوتی۔ آپ بتائیں کہ کالجوں میں کتنے حافظ بنتے ہیں۔ ایک بھی نہیں اور لاکھوں بچے پڑھتے ہیں۔ لاکھوں میں سے ایک بھی حافظ نہیں بنتا اور یہاں سینکڑوں بچے حافظ بنتے ہیں ہزاروں بچے حافظ بنتے ہیں۔ بتاؤ کالجوں میں کتنے قاری بنتے ہیں۔ ایک بھی نہیں بنتا۔ وہاں کتنے مفسر بنتے ہیں۔ کتنے محدث بنتے ہیں۔ کتنے مفتی بنتے ہیں۔ کتنے ادیب بنتے ہیں ایک بھی نہیں۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا ملت اسلامیہ پاکستان کو مسلسل محدث، مفتی، خطیب ادیب، حافظ قاری کی ضرورت ہے یا کہ نہیں؟ یہ ضرورتیں یہاں سے پوری ہوتی ہیں۔ تم اپنے کالجوں میں اسکولوں میں اس ضرورت کو پورا نہیں کر سکتے۔ تم ناکام ہو تمہارے پاس کچھ نہیں۔ بہرحال ایک دینی مدرسہ کے اجتماع میں مجھے حق پہنچتا ہے۔ اور جو مدرسہ وفاق المدارس سے ملحق ہے اور مجھ پر وفاق المدارس کی ذمہ داری ہے۔ میں بہر حال یہ کہوں گا کہ ان مدارس کو اس نہج پر باقی رکھنا ضروری ہے فرض ہے اور ہمارا دینی حق ہے۔ ہمیں اس میں کسی قسم کی مداخلت قبول نہیں اور یہ ہمارا دستوری حق ہے۔ پاکستان کے آئین

میں ہمیں آزادی دی گئی ہے۔ ہم ہر ادارہ کھول سکتے ہیں۔ ہر تعلیم گاہ کھول سکتے ہیں اور ہم دینی تعلیم پڑھانے میں آزاد ہیں کیسی قسم کا قانون پاکستان میں ہمارے اس بنیادی آئینی حق کو سلب نہیں کر سکتا ہمارا۔ یہ حق ہے پاکستان کے دستور میں ہمیں۔ حاصل ہے اور یہ ہمیں حاصل رہے گا اور ہم ہر اس طاقت کو ناکام بنا دیں گے جو طاقت ہمارے اس آئینی حق کو چھیننا چاہیگی اس کے بعد میں آپ سے ایک بات اور بھی کہتا ہوں کہ جیسے ان کا حق تھا اس میں بھی اتحاد کی ضرورت ہے میں پھر اتحاد کی طرف آتا ہوں۔ ایک مرتبہ بھٹو صاحب کے دور میں اعلان ہوا اور اس وقت کے شیخ اسلام (کوثر نیازی) اس نے اعلان کیا کہ مدارس کو تحویل میں لیا جائیگا میں نے اس وقت ایک اجلاس بلایا۔ ملتان میں جس میں دیوبندی بریلوی اہل حدیث شیعہ تمام مدارس کے مہتموں کو میں نے دعوت دی، اور جب خطرہ سر پر منڈھ لا رہا اعلان ہو چکا تھا میں آپ کو کیا بتاؤں اس خطرے کے پیش نظر میں نے دعوت دی تمام فرقوں کے مدرسوں کے مہتموں کو اور وہ جمع ہو گئے اور تقریباً پانچ چھ سو مندوبین وہاں اکٹھے ہو گئے پھر کوئی اختلاف موجود نہیں تھا خطرہ لاحق ہوا سب اکٹھے ہو گئے اور وہاں پر ہم نے اتحاد المدارس کے نام سے ایک تنظیم بنائی اور جب میں نے گفتگو کی بھٹو صاحب سے میں نے کہا انگریز ڈیڑھ سو سال میں مداخلت نہیں کر سکا تھا تم کیسے مداخلت کر سکتے ہو۔ بھٹو نے کہا وہ انگریز تھا ہم مسلمان ہیں ہمیں حق پہنچتا ہے کہ ہم مداخلت کریں لیکن وہ نہیں کر سکا وہ ناکام ہو گیا۔ اگر دینی مدارس کو تھوڑا سا خطرہ لاحق ہوا اور سب اکٹھے ہو گئے بریلوی دیوبندی شیعہ سب مدرسوں کے منتظمین اکٹھے ہو گئے میں کہتا ہوں کہ اگر پورے دین کو خطرہ لاحق ہو تو آپ بتائیں کہ ہمارا اتحاد ضروری ہے یا نہیں نہ معلوم انہیں یہ احساس کیوں نہیں ہے آج وہ لوگ جو لادینیت کو لانے کے لئے پاکستان

میں کوشاں ہیں تاکہ لادینی نظام آئے اگرچہ یہ اعلان ہو چکا ہے کہ آئندہ آنے والے انتخابات ۱۷ نومبر کو منتخب ہونے والے نمائندوں کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ اسلام کے خلاف کوئی بات نہیں کریں گے لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ لادینی طاقتیں بائیں بازو کی طاقتیں تو ساری اکٹھی ہو رہی ہیں۔ آپ اخبارات پڑھتے ہیں آپکو کیا تاثر ملتا ہے کہ ان کے درمیان بات چیت ہو چکی ہے اور وہ لوگ جو آپس میں شدید اختلافات رکھتے تھے یہاں تک کہ وہ لوگ جو چھ سال تک پیپلز پارٹی برسر پیکار رہے آج وہ سارے اکٹھے ہو رہے ہیں اور یہ بالاتفاق تقریباً طے ہو چکا ہے۔ اگر لادینی طاقتیں متفق ہو جاتی ہیں اور دین کی دعوت دینے والی طاقتیں جماعتیں اور پارٹیاں وہ منتشر ہیں اور اگر یونہی مختلف رہیں تو بتاؤ نتیجہ کیا ہو گا مجھے تعجب ہوتا ہے کہ آخر کیوں۔ کیا ہمارے سامنے منزل نہیں منزلیں نظر دن سے اوجھل ہو چکی ہیں میں کہتا ہوں کہ آئندہ آنے والے انتخابات پاکستان کے لئے فیصلہ کن ہوں گے۔ یا تو پاکستان میں جس اسلامی نظام کا آغاز ہو چکا ہے اسی کی تکمیل ہو گی اور پاکستان مکمل طور پر اسلامی مملکت کی صورت میں سامنے آئے گا۔ اور یا پھر واپس لوٹنا ہو گا العیاذ باللہ پیچھے جانا ہو گا اگر لادینی طاقتوں میں اتنا شعور ہے کہ وہ سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہیں اکٹھے ہو گئے ہیں اور ہمارے ہاں تذلیل ہے تفریق ہے تفیق ہے تکفیر ہے ۷۰ء کے انتخابات میں جو آپ کا حشر ہوا تھا ۷۰ سیٹ فیصد ووٹ تمہارا تھا اور ۳۰ فیصد ان کا تھا ۳۰ فیصد والے جیت گئے اور ۷۰ سیٹ والے اختلافات کی وجہ سے ہار جاتے ہیں تمہارا حشر ۷۰ء کے انتخابات سے مختلف نہیں ہو گا۔ انانیت کیوں ہے نفسانیت کیوں ہے کیا وجہ ہے کہ تم اختلافات کرتے ہو میں یہ کہونگا کہ جو لوگ دین کا نام لیتے ہیں اور آج اس وقت دینی جماعتوں میں تفریق کی دعوت دیتے ہیں وہ جھوٹ بولتے ہیں وہ دیندار نہیں ہیں وہ دین کے دشمن ہیں ہمیں روزانہ گالیاں دیتے ہیں طعن و تشنیع

کا ہم ہدف بنے ہوئے ہیں کوئی دن ایسا نہیں ہوتا کہ ہمارے خلاف بیان نہ آئے ہمارے سینوں میں بھی آخر انتقامی جذبات ابھر سکتے ہیں ہمارا بھی سینہ ہے ہماری بھی زبان ہے ہم بھی جواب دے سکتے ہیں لیکن ہمارے سامنے مقصد ہے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس مقصد کو نقصان کیوں پہنچایا جائے ہم خاموشی کیساتھ صبر کے ساتھ برداشت کر رہے ہیں اور اس کے باوجود انہیں اتحاد کی دعوت دیتے ہیں ہمارے عزیز محترم مولانا ندیم صاحب نے فرمایا کہ یہ تمہارے پاس نہیں آئیں گے میں کہتا ہوں کہ ضرور آئیں گے اور مدینہ طیبہ میں میں نے ایک عام جلسے سے خطاب کرتے ہوئے انہیں وہاں سے دعوت دی تھی مدینہ طیبہ سے جو دعوت دی جاتی ہو وہ بھی ان کے ہاں رد ہو سکتی ہے رسول کی محبت کے دعویدار ہیں مدینہ طیبہ پر مرمٹنے کا دعویٰ کرنے والے لوگوں کا امتحان ہے دعوت میں نے دی تھی مدینہ طیبہ سے اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ لوگ اس کو قبول کرتے ہیں کہ نہیں میں اتحاد کی دعوت نمائشی دعوت نہیں دیتا میں وضاحت کے ساتھ کہتا ہوں کہ میری دعوت اخلاص کی دعوت ہے میں چاہتا ہوں کہ ہم متحد ہو جائیں اور ہم نے اکٹھے کام کیا چھ سال ہم نے اسمبلی میں کام کیا چھ سال اسمبلی میں اگر میں حزب اختلاف کا قائد اور مولانا نورانی میرے جنرل سیکرٹری اور اگر اس وقت میرے ساتھ بیٹھ سکتے تھے چل سکتے تھے میٹنگوں میں شریک ہو سکتے تھے مشورے کر سکتے تھے اگر یو ڈی ایف میں اکٹھے رہ سکتے تھے تو آج کیوں نہیں رہ سکتے اگر پی این اے میں اکٹھے رہ سکتے تھے تو آج کیوں نہیں اکٹھے ہو سکتے میں بہر حال علی وجہ البصیرت سمجھتا ہوں کہ دین کا نام لینے والی جماعتوں کو اکٹھا ہونا پڑے گا۔ اور میں نے ملتان میں بیان دیا تھا کہ اگر مولانا نورانی تھوڑا سا بھی مثبت رویہ اختیار کریں اور مجھے اندازہ ہو جائے کہ وہ بھی اب سابقہ طریق ترک کرنے پر آمادہ ہیں

تو میں باقاعدہ رسمی دعوت بھی دوں گا اور اگر وہ چاہیں تو میں ان کے گھر بھی جاؤں گا میں تو اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے سوچتا ہوں اور میری کوئی سوچ نہیں۔ ہماری زندگیاں وقف ہیں ہم نے کیا کرنا ہے ہم نے اپنی زندگیوں میں

صرف ایک ہی کام کرنا ہے کہ اس ملک میں خالص اسلام کا نظام آجائے اور ہماری زندگی اس میں کام آجائے اور اللہ تعالیٰ اس کو قبول کرے۔ تو اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہوگا اور بہت بڑا احسان ہوگا ہم تو خلوص کے ساتھ دعوت دیتے ہیں اگر اس پر خلوص دعوت کو بھی اس خطرے کے وقت مسترد کر دیا گیا اور اس کے بعد کوئی خطرہ سامنے آیا تو اس کی پوری ذمہ داری ان پر ہوگی کیا آپ نے محسوس نہیں کیا کہ اس ڈیڑھ سال کے عرصے میں ہمارا رویہ کیا ہے اور ان کا رویہ کیا ہے آپ انصاف کیساتھ یہ فرمائیں کہ ہم نے کبھی ان کے بارے میں کوئی ناشائستہ لفظ کہا ہمیشہ محبت اور پیار کیساتھ پیش آئے اور جب بھی اختلاف اور تفریق اور تکفیر اور تذلیل کی بات ہوئی ادھر سے ہوئی یک طرفہ ٹریفک چل رہا ہے کیا آپ اس پر فیصلہ نہیں کر سکتے اگر انہوں نے اس موقع کو ہاتھ سے جانے دیا تو پھر لازماً ہم انکا مقابلہ کریں گے اگر عین وقت پر بھی انہیں یہ محسوس نہ ہوا تو پھر ہم بہر حال مقابلہ کریں گے میرے محترم دوستو۔ آپ ہی بتائیں کہ اگر کسی محلے یا کسی بستی میں سیلاب آجائے۔ یہاں کراچی میں بھی سیلاب آیا ہے۔ تو اس سیلاب کے سامنے بند باندھنے کے لئے اس آبادی کے تمام لوگ آکر کام کرتے ہیں اس وقت جب بند باندھا جاتا ہے کوئی شخص بھی نہیں کہہ سکتا کہ یہ عیسائی ہے یہ مسلمان ہے یہ دیوبندی ہے یہ بریلوی ہے اس میں سنی بھی ہوتے ہیں شیعہ بھی ہوتے ہیں آبادی مخلوط ہوتی ہے سب آتے ہیں بند باندھتے ہیں اگر سب نے مل کر بند باندھا تو بستی بچ جائے گی لیکن اگر بند باندھتے وقت ایک نے یہ کہا یہ بریلوی ہے اس کے ساتھ کام نہیں کرتا کسی نے کہا کہ دیوبندی ہے اس کے ساتھ تو ملکر میں کام نہیں کرتا یہ وہابی ہے گستاخ ہے میں نہیں کرتا اس کے ساتھ کام اگر وہیں یہ لڑائی۔ شروع ہو جاتی ہے تو کیا وہ بستی بچ جائے گی اس بستی کے لئے تباہی مقدر ہے آج ہم یہ دیکھتے ہیں کہ یہ اور وہ اور یہ الگ الگ بولیاں شروع ہیں اب ایک مسئلہ یہ پیدا ہوا کہ یہاں پر شیعہ کہتے ہیں کہ ہمارا اپنا قانون ہو۔ میں تو سیاسی آدمی ہوں میں شیعہ سنی بریلوی دیوبندی مسائل میں نہیں پڑتا۔ اپنا عقیدہ میرا واضح ہے اور میں نے یہاں پر شیعوں کی جماعت اثنا عشری جماعت کی دعوت پر ایک ہوٹل میں استقبالیہ کے جواب میں تقریر کی میں نے اس دن یہ کہا تھا کہ میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں پکا سُنی ہوں پکا حنفی ہوں اور آج بھی میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ میں پکا سُنی ہوں پکا حنفی ہوں۔ لیکن میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ شیعہ سُنی اختلافات کو اسلامی قانون میں رکاوٹ کا ذریعہ نہیں بننے دیا جائے گا۔ کچھ ہو جائے۔ کچھ لوگ ایسے ہیں جو شریر قسم کے قانون سے تو راضی تھے اور انگریز کا دو سو سالہ شریر قسم کا قانون ہو تو کوئی بات نہیں لیکن اگر اسلام آئے کسی ایسی فقہ کی صورت میں جیسے وہ اجتہادی طور پر اسے وہ حق نہ سمجھتے ہوں۔ لیکن بہتر وہ اسلام ہے فقہ حنفی کو کون دنیا میں چیلنج کر سکتا ہے کہ وہ اسلام نہیں امام ابو حنیفہؒ مجتہد تھے امام تھے اور سب سے بڑے امام اور آج دنیا میں ان کے مقلدین سب سے زیادہ ہیں اور پاکستان میں تو غالب اکثریت ان کے مقلدین کی ہے امام ابوحنیفہ کی فقہ کے کسی قانون کسی مسئلہ میں اجتہادی اعتراض کیا جا سکتا ہے یہ میں واضح کر دینا چاہتا ہوں لیکن امام ابوحنیفہ کے مذہب اور ان کے اجتہاد کو خلاف اسلام کفر نہیں قرار دیا جا سکتا۔ کسی کی ہمت نہیں۔ کوئی امام اس سے اختلاف کرے کسی اجتہادی مسئلہ میں اختلاف کرتا رہے لیکن کسی امام کو یہ نہیں حق پہنچتا کہ جو میرے اجتہاد کے خلاف ہو فقہ حنفی کا وہ قانون اسلام نہیں یہ کتنی کم عقلی کی بات ہے تو اب امام ابوحنیفہ کے مسلک کے مطابق ایک مجتہد فیہ مسئلہ میں اگر قانون بنتا ہے جو یقیناً اسلام ہے وہ تو قبول نہیں لیکن اگر اسلام کا قانون نہ آئے اور انگریز کا دو سو سالہ قانون جاری رہے تو پھر اس پر کوئی اعتراض نہیں (العیاذ باللہ)۔ اس قسم کے ثقیل ذہن کو کون قبول کر سکتا ہے، اسلام پر اعتراض ہے کفر پر اعتراض نہیں۔ سیدھی بات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کر دیا ہے اگر کسی قانون میں اجتہادی اختلاف مجتہدین کا ہو تو اس کا فیصلہ کرانے کے لئے قرآن و حدیث ہے قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا۔ میرے محترم دوستو پاکستان میں دو نظام قانون نہیں ہوں گے ایک نظام ہوگا۔ اور جب تینتیس اکتیس علماء اکٹھے ہوئے جن میں شیعہ مجتہدین بھی تھے دیوبندی بھی بریلوی اہلحدیث بھی اور بائیس اصول دستور کے طے ہوئے تھے جو پاکستان میں معروف ہیں ان میں یہ بات بھی طے ہوئی تھی کہ پرسنل لاء شخصی قوانین ہر فرقہ کے محفوظ ہوں گے شخصی قوانین جیسے طلاق۔ نکاح۔ عدت وراثت ہر فرقہ کا محفوظ ہوگا۔ پبلک لاء مدنی قوانین عام قوانین پر ایک ہوگا جب اس وقت ۲۲۔ اصول میں تمام فرقوں کے نمائندہ علماء نے یہ بات طے کی تو میں دعوت دیتا ہوں کہ ان ۲۲ اصولوں پر آجاؤ اتفاق کر جاؤ کوئی اختلاف نہیں ایک طے شدہ مسئلہ اس کو مستقبل میں پھر نزاعی مسئلہ بنانا اس کا کیا مطلب ہے عرض یہ ہے کہ راستہ ہے راستہ بنایا جا سکتا ہے کوئی مشکل نہیں لیکن ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک آدمی کے لئے ایک قانون الگ مجسٹریٹ الگ محکمہ دوسرے کے لئے دوسرا قانون الگ محکمہ جیسے آج کل تین قانون چل رہے ہیں۔ جب کوئی آدمی کسی فوجداری کیس میں گرفتار ہو جاتا ہے مثلاً چوری میں ڈاکہ میں تو پولیس والے اس سے کہتے ہیں کہ تجھے کس میں بھیجیں

عام عدالتوں میں بھیجیں۔ مارشل لاء میں ہمارا کیس بھیجیں یا شرعی عدالتوں میں۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ اس کو زیادہ رشوت کا ذریعہ بنایا گیا ہے کہتے ہیں دیکھو ۱۰ ہزار روپے دو ورنہ ہاتھ کاٹنے والی عدالت میں بھیج دیں گے تو گویا اسلامی سزا کے نفاذ کو مزید رشوت حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا جا رہا ہے وہ غریب مکان بیچ کر بھی دس ہزار روپے دے گا۔ جیسے آج کل بد عملی ہے اس بد عملی کو برداشت نہیں کیا جائے گا یہ تو عارضی نظام ہے مزید مدت کے لئے بہت تھوڑے عرصے کے لئے مستقل کیسے ہو سکتا ہے۔ ورنہ جب کوئی چور آئے گا وہ کہے گا میں شیعہ ہوں شیعہ مذہب والوں کا قول ہے کہ ہاتھ کی انگلیاں کاٹی جائیں گی ہمارے ہاں تو تمام فقہاء کے نزدیک ہاتھ کاٹا جاتا ہے کلائی سے اب آپ بتائیں کہ چور کس پر راضی ہوگا انگلیوں پر یا پورے ہاتھ پر پھر تو چور آئے گا وہ کہے گا کہ میں شیعہ ہوں۔ پھر ہم کہیں گے کہ کوئی بات نہیں کہ اگر کوئی چور شیعہ بن جائے پھر ادھر کوئی شخص زنا کرتا ہے پکڑا جاتا ہے وہ کہے گا کہ میں نے تو متعہ کیا ہے میں تو شیعہ ہوں یہ بھی گیا۔ اب آگے چلئے وہ کہتے ہیں کہ ہمارے ہاں نوٹ پر زکوٰۃ نہیں اس کے معنی یہ ہوں گے کہ جو زکوٰۃ دینے والے ہوں وہ کہیں گے کہ ہمارے ہاں تو نوٹ ہیں سونا چاندی کا ہمارے پاس کوئی سکہ نہیں تو وہ زکوٰۃ دینے سے بھی وہ تمام لوگ جو صاحب نصاب ہیں شیعہ بن جائیں گے اور یہ عجیب بات ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ زمین کی پیداوار میں عشر نہیں ہے تو جو زمیندار ہوگا کہیں گے کہ ہم تو شیعہ ہوں ہمارے ہاں عشر نہیں تو میرے خیال میں ایک دو سال میں پاکستان تو شیعوں کا ملک بن جائے گا اب ایسی باتیں کرنا مجھے شرم آتی ہے یہ باتیں کیوں کہی جاتی ہیں۔ سوائے اس کہ مسلمانوں میں انتشار پیدا ہو اور اسلامی قانون کا جو آغاز ہوا ہے اسکو روک دیا جائے۔ اس میں شیعہ حضرات سے بصد ادب اور ان کے علماء سے گذارش کروں گا کہ ایسی باتیں کرنی چھوڑ دو۔ اور میں آپ کو واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ اسلامی نظام کے نفاذ میں اس قسم کی باتیں قطعاً برداشت نہیں کی جائیں گی اور اسلامی نظام نافذ ہو کر رہے گا یہ ہمیں کسی نے تحفہ نہیں دیا یہ نہیں کہ صدر جنرل ضیاء الحق صاحب نے ہمیں کوئی تحفہ دے دیا یہ قوم کی قربانیوں کا ثمرہ ہے اور جو قوم یہ قوانین جو آج نافذ ہو چکے ہیں جو ان قوانین کو نافذ کرنے کی اہلیت رکھتی ہے وہ ان کی حفاظت کی بھی اہلیت رکھتی ہے عدم سے وجود میں لانا مشکل کام ہوتا ہے اور اس کے وجود کو باقی رکھنا اور اس کی حفاظت کرنا آسان ہے جس قوم نے قربانی دے کے ان قوانین کو نافذ کیا وہ ان کی حفاظت کرنا بھی جانتی ہے اور اس کی حفاظت ہوگی اس قسم کے شوشے اور انتشار اور یہ اختلافات اور یہ دیوبندیت اور یہ بریلویت اور یہ شیعیت اور یہ سنیت۔ ہم چاہتے ہیں کہ مل کر بیٹھیں۔ اور ایسی باتیں مت کرو۔ اس لئے کہ اسلام سب کے لئے سایۂ رحمت ہے اسلام کسی ایک کے لئے نہیں میں کہتا ہوں کہ اسلام تو غیر مسلموں کے لئے بھی رحمت ہے مجھے لاہور میں عیسائیوں نے دعوت دی عیسائیوں نے اپنے سپاسنامہ میں اپنے خدشات ظاہر کئے اور کہا کہ اگر اسلامی حکومت ہوئی تو ہمیں تو آزادی نہیں ملے گی۔ مذہب کی آزادی۔ میں نے اس کے جواب میں کہا کہ تم کو تو ہم سے بھی زیادہ ہوگی تو بڑے حیران ہو گئے میں نے کہا ہمیں نہیں ہوگی انہوں نے کہا کہ ہمیں کیسے زیادہ ہوگی میں نے کہ دیکھو کہ تم لوگ عیسائی ہو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے اور برملا نہیں مانتے تم نہ ماننے میں ہمارے پیغمبر کے آزاد ہو۔ اور ہم مجبور ہیں۔ ہم تمہارے پیغمبر کو ضرور مانیں گے اگر ہم تمہارے پیغمبر کو نہیں مانیں گے تو ہم مسلمان نہیں رہ سکتے ہمارے لئے اپنے پیغمبر کے ساتھ تمہارے پیغمبر کو ماننا اتنا ہی فرض ہے کہ جتنا نماز روزہ ہم اس کے بغیر مسلمان ہو نہیں سکتے ہم تو پابند ہیں تمہارے پیغمبر کو ماننے میں اور تم آزاد ہو ہمارے پیغمبر کو نہ ماننے میں۔ میں نے کہا بتاؤ۔ آزادی تمہیں حاصل ہے یا ہمیں تو وہ حیران رہ گئے غرض یہ ہے کہ اسلام تمام مذاہب کے لئے رحمت ہے۔

خدا کے لئے اسلام لاؤ ہمت کرو ایک ہو جاؤ ایک دفعہ اسلام آجائے پھر یہ ہمارے تمہارے فیصلے ہوتے رہیں گے چودہ سو سال سے اب تک نہ ہوئے تو اب کیا ہوں گے چلتے رہتے قیامت تک بھی شاید فیصلے نہ ہوں یہ ہماری تمہاری عادت بن ہوئی ہے چودہ سو سال تک تو ہم نے گذارہ کر لیا آئندہ بھی کر لیں گے۔

از۔ سید عطاالرحمٰن جعفری بی۔ اے
آنرز

سود اور نظامِ شراکت

آج کل بینک سودی نظام کے تحت چل رہے ہیں۔ اسی طرح ملک کے بعض دوسرے ادارے بھی سودی نظام کے تحت چل رہے ہیں اور اس کی تفصیل یوں ہے۔ کہ

سود کی رقم پہلے سے متعین ہوتی ہے کہ اتنی مقدار میں ادا کی جائے گی پھر یہ ادارے یا بینک آگے دوسرے بڑے کاروباری حضرات یا کمپنیوں کو جو قرضے دیتے ہیں۔ اُن سے سود ایک متعین طے شدہ رقم، وصول کرتی ہے۔ اور اس طرح ان اداروں اور بنکوں کا کام چلتا ہے۔ صدر جنرل محمد ضیا الحق صاحب نے ۱۲ ربیع الاول کے اعلان میں ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن وغیرہ پر سود کے خاتمہ کا اعلان کیا۔ اور دوسرے اداروں اور بینکوں میں سے بھی تین سال کی مدت میں سودی نظام ختم کرنے کا عزم دُہرایا۔

اب اصل مسئلہ یہ درپیش ہے کہ جب قوم پچھلے بتیس سال یعنی قیام پاکستان سے لے کر اب تک سودی نظام میں جکڑی ہوئی ہے۔ اور پوری دنیا میں یہ سودی یہودانہ نظام بُری طرح مسلط ہے۔ اور بنکاری نظام اسی طرح ضرورت زندگی بن گیا ہے جس طرح کھانا۔ گویا کوئی کاروبار بغیر بنک کے ممکن نہیں۔ ایکسپورٹ کرنا ہو تو بینک کی ضرورت امپورٹ کرنا ہو تو بینک کی ضرورت۔ کوئی کاروباری معاہدہ ہو تو بینک کی گارنٹی۔ لین دین کرنا ہو تو بینک کے ذریعہ۔ گویا بینک اس وقت ایک بنیادی ضرورت کی چیز بن گئے ہیں۔ جن سے چھٹکارا پانا ناممکن ہے۔

اب بلا سُودی نظام کس طرح رائج ہوگا یہ قابلِ غور چیز ہے۔ صحیح شکل تو اس کی یہی ہو سکتی ہے متمول حضرات بنکوں کے حصوں میں شریک ہوں۔ اور سال کے آخیر میں جتنا منافع ہو۔ اس کو تمام شرکا میں اُن کے مال کے حساب سے اوسطاً تقسیم کر دیا جائے۔ لیکن اصل بات اعتماد ہے۔ عوام کو اعتماد میں لینا چاہیئے اور ان کو ذہن نشین کرانا چاہیئے کہ جس طرح بینک ہمیشہ منافع میں رہتے ہیں۔ اسی طرح شراکت کی صورت میں بھی بینک منافع میں رہیں گے لوگوں کا اعتماد بحال کرنے کے لئے ابتداً شراکت میں بیس تیس فیصد منافع متعین کر دیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ جب عوام کو شراکت کی افادیت کا احساس ہو جائے گا اور لوگ اس سے مانوس ہو جائیں گے تو سودی کاروبار خود بخود ختم ہو جائے گا۔ جب لوگ خود اسلامی شراکت کی افادیت کا مشاہدہ کرینگے۔ تو سود کے وجود کو گوارہ نہیں کریں گے

ابتدا میں اسٹیٹ بنک کو منافع کی حد مقرر کرنا ہوگی تاکہ ہر بنک میں یکسانیت رہے اور کوئی بنک کم اور کوئی بنک زیادہ نہ دے۔ تاکہ لوگوں کے ذہنوں میں شکوک نہ پیدا ہوں سابقہ معاہدے جو سودی بنیاد پر ہو چکے ہیں ان کی تکمیل انہی بنیادوں پر کی جائے اور آئندہ دیگر معاہدے شراکت کی بنیاد پر کئے جائیں۔

ابتدا میں حکومت کو بھی کچھ ذمہ داری لینا ہوگی کہ نقصان کی صورت میں وہ اُن کا نقصان پورا کرے اور بنک نقصان ظاہر نہ کریں۔ بلکہ حکومت سے امداد لیکر اپنے شریکوں کو کچھ منافع دیں۔ تاکہ شروع میں ہی لوگ شراکت سے بدظن نہ ہو جائیں اگر یہ چند اقدامات بنکوں میں کر دیئے جائیں تو انشاء اللہ جلد ہی سودی نظام کی بجائے شراکت کا نظام زیادہ کامیاب ہوگا۔ اور سود کی لعنت کا خاتمہ ہو جائیگا اور چھوٹے چھوٹے اور کم رقم جمع کرنے والے اپنے سرمایہ کا تحفظ حاصل کر سکیں گے

باقی رہا غیر ملکی قرضوں کا سوال

اس کے لئے کیا صورت اختیار کرنی چاہیئے۔ دراصل یہ غیر ملکی قرضے قرضے نہیں ہوتے۔ بلکہ امداد کے طور پر دیئے جاتے ہیں۔ اور ان کا مقصد کوئی منافع کمانا نہیں۔ بلکہ سیاسی فوائد حاصل ہوتا ہے۔ اور جب معلوم ہوگا کہ ہم سودی قرضہ نہیں لیتے۔ تو وہ دوستی برقرار رکھنے کے لئے بلا سود قرضہ دے گا۔ اور اگر کسی کو ہماری دوستی کی ضرورت نہیں۔ تو وہ سودی اور بلا سودی دونوں قرضے نہیں دے گا۔ ہمیں صرف ہمت کرنے کی ضرورت ہے کہ ہم اپنے دوستوں سے کہہ دیں کہ ہم سود پر قرضہ حاصل نہیں کر سکتے اگر آپ سود کے بغیر قرضہ دیتے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ ہم قرض نہیں لیں گے۔ تو پھر آپ دیکھیں گے کہ بلا سود ہی قرضہ ملے گا۔ صرف ملک میں سیاسی استحکام کا ہونا ضروری ہے اور یہ استحکام پاکستان قومی اتحاد کو مضبوط بنانے اور شریعت اسلامیہ کے نفاذ سے ہی حاصل ہوگا۔ کیونکہ اگر ملک متحد اور مستحکم ہوگا تو دنیا کی نظر میں ملک کی ساکھ بڑھے گی۔

ماسٹر محمد عمر خان گرٹھ

فاروقی رضؓ عدالت کی چند جھلکیاں

سعد بن وقاص رضؓ فرماتے ہیں کہ بحرین سے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس مشک عنبر آیا۔ آپ نے فرمایا کاش! کوئی ایسی عورت ہوتی۔ جو اس مشک کا صحیح وزن کر دیتی۔ تاکہ میں اس کو مسلمانوں میں بقدر حصہ تقسیم کر دیتا آپ کی بیوی عاتکہؓ نے یہ سُن کر عرض کیا۔ میں وزن کرنا جانتی ہوں۔ میرے پاس لے آؤ وزن کر دونگی"؟ آپ نے فرمایا تم وزن نہ کرو۔ عاتکہؓ نے پوچھا یہ کیوں؟ آپ نے فرمایا مجھ کو اندیشہ ہے کہ تم مشک کو ہاتھ میں لوگی اور وہ انگلیوں میں لگ جائے گا۔ اس طرح تم امیر المومنین کی بیوی ہو کر مسلمانوں کے مال میں خیانت کی مرتکب ہوگے۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہر وقت خدا سے خائف رہتے تھے۔ اور قیامت کے خوف سے کانپتے رہتے تھے۔ داؤد بن علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہیں۔ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے۔ دریائے فرات کے کنارے پر اگر ایک بکری ضائع ہوگئی۔ تو اُس کا عمرؓ سے حساب ہوگا۔ سعید بن مسیّبؓ فرماتے ہیں کہ سخت گرمی کے ایام میں احنف بن قیس عراقی وفد کے ساتھ مدینہ آئے۔ تو احنف نے دیکھا کہ حضرت عمرؓ سر پر چادر ڈالے صدقہ کے ایک اونٹ کے پیچھے دوڑ رہے ہیں جو کھل کر بھاگ گیا تھا۔ آپ نے احنف کو دیکھ کر فرمایا۔ احنف سامان اپنا رکھ دو۔ اور صدقہ کے اُونٹ کو پکڑنے میں میری مدد کرو اس اونٹ میں بہت سے یتیموں، مسکینوں اور بیواؤں کا حق ہے۔ ایک شخص نے یہ سن کر کہا۔ امیر المومنین کسی غلام کو حکم دیجئے حضرت عمرؓ نے یہ سن کر فرمایا کہ مجھ سے اور احنف سے بڑھ کر اور غلام کون ہو سکتا ہے۔ جو شخص مسلمانوں کے امور کا والی ہو وہ مسلمانوں کا خادم اور غلام ہے۔ اُس پر مسلمانوں کا وہی حق ہے جو غلام پر آقا کا حق ہوتا ہے۔

سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے دورِ خلافت میں قحط پڑ گیا آپ نے لوگوں کی تنگی اور تکلیف کو دیکھ کر عہد کیا کہ جب تک گرانی دور نہ ہوگی اُس وقت تک ایک وقت کی روٹی اور تیل استعمال کرونگا۔ عیاضؓ بن خلیفہ کہتے ہیں آپ کا رنگ سفید تھا اور نہایت جسیم تھے لیکن قحط میں میں نے دیکھا آپ کا رنگ سیاہ ہو گیا اور جسم کمزور ہو گیا تھا۔ ابن سعد رضؓ کہتے ہیں ہم لوگ قحط کے زمانے میں کہا کرتے تھے۔ اگر خدا نے قحط جلد دور نہ کیا تو عمرؓ مسلمانوں کی تکلیف اور غم میں مر جائیں گے۔

عبداللہؓ بن عباس رضؓ کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایک دن مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے مسجد نبوی میں جا رہے تھے۔ راستہ میں حضرت عباس رضؓ کا مکان تھا۔ مکان کے پرنالہ سے خون بہہ رہا تھا۔ جس سے حضرت عمرؓ کے کپڑوں پر خون آگرا۔ اس وقت حضرت عباس رضؓ نے پرندوں کو ذبح کیا ہوا تھا آپ نے وہ پرنالہ اکھڑوا دیا اور گھر جا کر دوسرے کپڑے پہنے اور پھر مسجد میں جا کر نماز پڑھائی۔ اتنے میں حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ کے پاس پہنچے اور کہا خدا کی قسم یہ وہ پرنالہ تھا جس کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نصب کیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے یہ سن کر حضرت عباس رضؓ سے کہا میں اس پر آمادہ ہوں۔ کہ تم میری کمر پر چڑھ کر پرنالہ کو اسی جگہ لگا دو جہاں اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لگایا تھا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اور حضرت عباس رضؓ نے حضرت عمرؓ کی پیٹھ پر چڑھ کر پرنالہ کو لگا دیا۔ اس واقعہ سے حضرت عباس رضؓ بڑے متاثر ہوئے اور اپنا سارا مکان مسجد نبویؐ کی توسیع کے لئے دے دیا۔

ایک دفعہ آپ منبر نبوی پر چڑھ کر جمعہ کے خطبہ میں تقریر کر رہے تھے۔ دورانِ تقریر میں آپ نے پوچھا اگر میں کتاب اللہ کے حکم کے خلاف کسی امر میں حکم کردوں تو تم کیا کروگے؟ ایک بدوی عورت کھڑی ہوگئی کہنے لگی عمر رضؓ! ہوش سے بات کرو اگر عمر رضؓ نے کتاب اللہ کے خلاف حکم دیا۔ تو میں عمرؓ کے بل نکال دونگی۔ آپ بہت خوش ہوئے۔ پھر فرمایا خدا کا شکر ہے۔ ابھی تک وہ لوگ زندہ ہیں جو عمر رضؓ کے بل نکال سکتے ہیں۔